REGD No. P. 67

۲۸ نبوت ۱۳۴۲ ہش | ۱۱ رجب ۱۳۸۳ ہجری | ۲۸ نومبر ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ربوہ میں شائع شدہ ۲۲ نومبر بوقت ۸ بجے صبح کی رپورٹ مظہر ہے:۔
کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی
اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ بخار کھانسی اور سانس کی تکلیف کی وجہ سے بہت بیمار ہیں۔ مورخہ ۲۲ نومبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ اب ٹمپریچر ۹۹.۶ ہے سانس اور دل کی تکلیف اسی طرح ہے نیز کمزوری اور گھبراہٹ بہت زیادہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۶ نومبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

پونچھ کے قریب پانچ سرکردہ بھارتی جرنیلوں کو ہوائی حادثہ

(اور) صدر امریکہ مسٹر کینیڈی کا افسوسناک قتل

قادیان میں ماتمی جلسہ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے گہرے رنج و افسوس کا اظہار

قادیان ۲۵ نومبر۔ گذشتہ جمعہ کے روز دوپہر کے وقت پونچھ کے قریب جو المناک ہوائی حادثہ ہوا جس سے بھارت کے پانچ سرکردہ جرنیل ہلاک ہو گئے۔ اس پر جہاں ملک کے طول و عرض میں بڑے دکھ کا اظہار کیا جا رہا ہے وہاں مقامی طور پر قادیان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی آج ساڑھے نو بجے صبح مسجد مبارک میں ایک ماتمی جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ اور تعزیتی ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔

سب سے پہلے محترم مولانا نے خطاب کرتے ہوئے آج کے غیر معمولی جلسہ کی غرض و غایت بتائی اور پانچ سرکردہ جرنیلوں کی ناگہانی موت کو قومی نقصان قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی اچانک موت ایسے وقت میں رونما پذیر ہوئی جبکہ شمالی سرحد پر چین نے اپنے جارحانہ عزائم کے ساتھ للکارا ہے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ کب وہ پھر کوئی حماقت کر گذرے۔ ایسے نازک وقت میں ملکی حفاظت اور سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے ان جیسے تجربہ کار جرنیلوں کی بڑی ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا ان کی موت ایسا قومی نقصان ہے جس کی فوری تلافی ممکن نہیں۔ اس لئے یہ حادثہ ہماری حکومت کے لئے بڑے صدمہ کا موجب ہوا ہے اور ہم بھی حکومت کے اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔

دوسرے نمبر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے بھی فوجی جرنیلوں کی موت پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے بیان کیا کہ ان لوگوں نے ملک و قوم کی خدمت کرتے ہوئے جانیں دی ہیں۔ اس رنگ میں جان دینے والوں کو زندہ قومیں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ چوٹی کے جرنیل اور اچھے تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مرنے والے گویا ملک کا نچوڑ تھے۔ ان کا وجود ملک و قوم کے لئے بہت زیادہ مفید ہو سکتا تھا۔ ان کا دفعۃً حادثہ کا شکار ہو جانا بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ جس پر ملک کے ہر بہی خواہ کو سخت صدمہ پہنچا ہے جماعت احمدیہ سے بڑھ کر اپنے ملک کا بہی خواہ اور کون ہو سکتا ہے جس کے مذہبی عقیدہ میں یہ بات داخل ہے کہ جس حکومت میں رہو اس کی کامل وفاداری کرو اور اس کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھو اس وجہ سے ہمیں بھی سخت صدمہ ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ دوسری افسوسناک خبر امریکہ کے صدر جان الف کینیڈی کے قتل کا واقعہ ہے۔ جس پر ایک دنیا افسوس کر رہی ہے۔ پھر امریکہ وہ ملک ہے جو بھارت کی ایسے وقت میں مدد کو پہنچا جبکہ اس کے ایک پڑوسی نے اس سے غداری کرتے ہوئے اس کی سرحدوں پر جارحانہ حملہ کر دیا اور اس کی سالمیت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ ایسی غیر معمولی امداد اور عملی کارروائی میں صدر کینیڈی کی ذاتی توجہ اور کوشش کا بڑا دخل تھا۔ اس لئے ان کی موت بھی بھارت واسیوں کیلئے باعث رنج و الم ہے۔ ماسوا اس کے صدر کینیڈی نے پچھلے دنوں جنگ کے خوفناک خطرہ کو دنیا سے دور رکھنے کے لئے جو کوشش کی وہ اپنی جگہ پر بڑی ہی قابل قدر ہے۔

اس موقعہ پر جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ہر دو حادثات پر جماعت احمدیہ کے جذبات کی ترجمانی پر مشتمل حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا جسے تمام حاضرین نے متفقہ طور پر منظور کیا۔

ریزولیوشن (۱)

جماعت احمدیہ قادیان کا آج کا اجلاس غم و افسوس کے گہرے جذبات کے ساتھ اس قومی صدمہ کو ریکارڈ کرتا ہے جو مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء کو پونچھ کے قریب بمقام گلی پور ہیلی کوپٹر ہوائی جہاز کے حادثہ سے ملک کے مندرجہ ذیل مایہ ناز اعلیٰ افسروں کی ہلاکت کا موجب ہوا۔

۱۔ لیفٹیننٹ جنرل دولت سنگھ جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف ویسٹرن کمانڈ۔
۲۔ لیفٹیننٹ جنرل بکرم سنگھ کور کمانڈر ویسٹرن کمانڈ
۳۔ ایر وائس مارشل اے۔ وی۔ ایم پنٹو ویسٹرن کمانڈ۔
۴۔ میجر جنرل این۔ کے۔ ڈی نانا وتی
۵۔ بریگیڈیر ایس۔ آر۔ اوبرائے۔

اس نازک دور میں جبکہ ملک کے دفاعی طاقت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کیلئے تجربہ کار افسروں کی اشد ضرورت ہے، ہمارے دیش کا ان وسیع تجربہ رکھنے والے چوٹی کے افسروں کی خدمات سے یک وقت محروم ہو جانا یقیناً ایک بہت بڑا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

جماعت احمدیہ قادیان کے جملہ ممبران اس غیر معمولی اجتماع میں ملک کے اس بھاری نقصان پر جہاں حکومت کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہاں جملہ وفات پانے والے افسران کے پسماندگان کے غم میں شریک ہوتے ہوئے ان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کمی کو جو حادثہ کا شکار ہونے والے فوجی افسروں کی وفات سے پیدا ہوئی ہے۔ جلد پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔

(۲)

آج کا اجلاس امریکہ کے قابل احترام اور امن پسند صدر مسٹر جان ایف کینیڈی کے مجرمانہ قتل پر بھی از حد دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہ محسوس کرتا ہے کہ آج تمام دنیا ایک عظیم ملک کے عظیم بین الاقوامی چوٹی کے سیاسی لیڈر کی قیادت سے محروم ہو گئی ہے۔ ہندوستان پر چین کے حالیہ جارحانہ حملہ کے موقعہ پر صدر کینیڈی نے دیگر تمام ممالک سے قبل جس اخلاص اور جرأت کے ساتھ ہندوستان کی مدد کے لئے اعلان فرمایا۔ اور عملی طور پر بھی ہر قسم کی امداد مہیا کی اس کی وجہ سے بھارت اور امریکہ کے تعلقات بہت مضبوط اور خوشگوار ہو گئے تھے۔ آپ کی اس اچانک وفات سے نہ صرف امریکہ اور دنیا کے دیگر امن پسند ممالک کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ بلکہ ہندوستان بھی اپنے قابل اعتماد دوست سے محروم ہو گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ تعزیتی اجلاس صدر جمہوریہ ہند کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ جلد

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۳ء

دو افسوسناک حادثے

ہفتہ زیر اشاعت میں دو نہایت ہی افسوس ناک حادثے پیش آئے ان میں پہلے حادثہ کا تعلق تو خصوصیت سے ہمارے اپنے ملک بھارت کے ساتھ ہے جبکہ ملک کی بری اور ہوائی فوج کے پانچ سرکردہ فوجی جرنیل پونچھ (کشمیر) کے نزدیک ہیلی کوپٹر کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے۔ آزاد بھارت کی تاریخ میں ۲۲ نومبر کا دن ایک المناک روز تصور کیا جائے گا۔ جبکہ دوپہر کے وقت ایک ساتھ پانچوں کمانڈروں کی اچانک موت کے نتیجہ میں ملک کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر دفاع مسٹر چون نے جب لوک سبھا کے ممبروں کو اس سانحہ کی اطلاع دی تو سارے ہاؤس میں المناک خاموشی چھا گئی۔ یہ کیفیت مذکورہ ممبران ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ افسوسناک خبر تمام بھارت واسیوں کے لئے سخت صدمہ کا موجب ہے۔ ناگہانی حادثہ کا شکار ہونے والے سب کے سب ملک کے عظیم جرنیل تھے۔ اور ہم ان کی خدمات سے اس وقت محروم ہو گئے جبکہ ملک کو ان کی اشد ضرورت تھی۔

اس کے کم و بیش بارہ گھنٹہ بعد دوسرا افسوسناک حادثہ نئی دنیا امریکہ میں پیش آیا جبکہ صدر امریکہ جان ایف کینیڈی کو بندوق کی گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا گیا۔ اور وہ بھی ایسے وقت کہ امریکی گھڑیوں کے مطابق دوپہر کا ایک بجا تھا اور ہندوستانی گھڑیوں کے مطابق رات کے ۱۲ ½ بجے) صدر امریکہ اس وقت صوبہ ٹیکساس کی راجدھانی ڈلاس میں ایک کھلی کار میں بیٹھ کر جا رہے تھے، اور لوگ ان کے استقبال میں تالیاں بجا رہے تھے کہ اس گنجان کاروباری مرکز میں عین دوپہر کے وقت آٹھ منزلہ عمارت سے چلائی جانے والی بندوق کی گولیوں کا نشانہ بن گئے جو ان کے لئے مہلک ثابت ہوئیں۔ فائرنگ کے بعد فوری طور پر قریبی ہسپتال پہنچائے گئے خون اور آکسیجن وغیرہ دینے کے تمام انتظامات کئے گئے۔ اور ڈاکٹروں کی بسیار کوشش کے باوجود صدر کینیڈی جانبر نہ ہو سکے اور نصف گھنٹہ کے بعد راہی ملک عدم ہو گئے ——!!

کس قدر درد انگیز اور عبرت ناک ہیں یہ دونوں حادثے اس قسم کے واقعات و حادثات سے انسان کی حد درجہ بے بسی اور بے چارگی کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک طرف انسان بڑے عزائم رکھتا ہے اور لمبے چوڑے پروگرام بناتا ہے مگر نہیں جانتا کہ کس قسم کے غیر متوقع حادثات سے دوچار ہونا ہے۔ وقت آنے پر تقدیر کے نوشتے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں ——!! چشم بصیرت کے لئے انہی دونوں حادثات میں کس قدر سبق ہیں۔ اور کس قدر عظمت کے سامان ہیں! کتنی توقعات تھیں بھارت کو اپنے ان قابل جرنیلوں پر اور کس قدر وسیع تجارب کے وہ مالک تھے۔ کتنی مدت صرف ہوئی ہو گی ان کو لیاقت قابلیت کی اس منزل پر پہنچانے کے لئے اور پھر جب وہ اس منزل پر پہنچ گئے اور بھارت کی دفاعی ذمہ داریوں کا نازک کام ان کے سپرد ہوا تو ناگہانی طور پر سب کے سب موت کے منہ میں چلے گئے!! حالانکہ اپنی اس سروس کے دوران نہ جانے کتنی بار وہ ہوائی اڑانیں کر چکے ہوں گے اور ہر بار سلامت واپس آ جاتے ہوں گے۔ مگر کون جانتا تھا کہ اس ہیلی کوپٹر کی اڑان ان کے لئے جان لیوا ثابت ہو گی۔ اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ سارے بھارت کو سوگوار بنا کر رکھ دے گی۔

اسی طرح امریکہ کے سربراہ کی حفاظت کے لئے کیا کچھ وسیع انتظامات نہ کئے جاتے ہوں گے اور کئے گئے ہوں گے مگر ہر چند کہ انتظامات کئے جب موت کا وقت آیا نہ حفاظتی تدابیر کچھ کام آسکیں اور نہ امریکہ کی ترقی یافتہ سرجری اور ڈاکٹروں کی اپنے فن میں برتری، مہارت اور قابلیت اپنا کچھ اثر دکھا سکی ——!!

آج جہاں ہم اپنے ملک کے قابل جرنیلوں کی اچانک موت سے قومی نقصان پر دلی دکھ اور صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ وہاں صدر کینیڈی کے دن دہاڑے قتل ہو جانے پر افسوس کرتے ہیں کہ ان کی موت سے بھارت کا ایک عظیم دوست چھن گیا جس کی کوشش اور توجہ سے بھارت کو مختلف قسم کی امداد مل رہی تھی۔ اور نہ صرف اسی لئے بلکہ دنیا کا ایک بیدار مغز سیاستدان اٹھ گیا جس نے انتخاب کے بعد تین سالوں کے اندر اندر ایک عالمی شہرت اور مقبولیت حاصل کر لی۔ اور حال ہی میں روس کے ساتھ ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی لگانے کے معاہدہ پر دستخط کرنے کی راہ نکالی اور اپنے ملک میں نیگرو باشندوں کو مساوی شہری حقوق دلانے کے لئے بل مرتب کیا جو ہمیشہ روشنی یادگار رہے گا۔

صدر کینیڈی کوئی معمولی شخصیت کے مالک نہ تھے بلکہ ان مخصوص افراد میں سے تھے جن کے ساتھ عالمی سیاست کے انقلاب گہرے رنگ میں تعلق رکھتے ہیں۔ نہ جانے اب کیسے حالات رونما ہوں اس لئے ایسے موقع پر ارحم الراحمین خدا سے ہمیشہ اس بات کی دعا کی جانی چاہیئے کہ دنیا میں حقیقی امن اور پائیدار امن کے تمام ہونے کے سامان پیدا فرمائے۔ اور دنیا کو اس ہیبت ناک تباہی اور بربادی سے بچائے جس کا خطرہ موجودہ ایٹمی دور نے لاکھڑا کیا ہے!!

مختصر کوائف مناظرہ یادگیر علاقہ میسور

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۱۔ ۳۰ جولائی ۱۹۶۳ء کو مسجد چوک یادگیر میں ایک غیر احمدی عالم مولوی عبد الواحد صاحب رحمانی نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا کہ ان سے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ختم نبوت وغیرہ مسائل پر مناظرہ کیا جائے۔ اور جماعت احمدیہ سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کی۔

۲۔ جماعت احمدیہ یادگیر نے اسی روز مرکز سے بذریعہ تار اجازت لیکر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس کو بلایا۔ موصوف فوری طور پر یادگیر پہنچ گئے اور کئی روز وہاں قیام کر کے ان غلط فہمیوں کے ازالہ کی سعی کرتے رہے جو رحمانی صاحب نے سادہ لوح عوام کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ مناظرہ کے لئے ان عنوانات پر جماعت احمدیہ اس چیلنج کو منظور کرتی ہے۔ تا کہ حقیقت حال کا اظہار کیا جا سکے۔

۳۔ ۲۴ اگست کو فریقین کے درمیان شرائط مناظرہ طے ہوئیں کہ جس میں مضامین مناظرہ یہ مقرر ہوئے۔

وفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

اجرائے نبوت و ختم نبوت (عنوان ثانی کی صورت میں مدعی اہل سنت والجماعت ہو گی۔)

صداقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

۴۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۳ء کو فریقین نے تواریخ مناظرہ ۲۳ ر ۲۴ ر ۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء طے کیں۔ مناظرہ تحریری طے کیا جانا طے ہوا۔

۵۔ تحریر کردہ پرچے سنانے کیلئے ۲۶ ر ۲۷ نومبر مقرر کئے گئے۔ پرچے سنانے کی جگہ فریقین نے امبیکا آئل مل محلہ دستگیر پیٹھ یادگیر مقرر کی۔ دو ہزار آدمیوں کو اس میں شامل ہونے کا ٹکٹ دیا جائے گا۔ اور گنجائش کی صورت میں ایک ہزار کا اضافہ کیا جا سکے گا۔

۶۔ مناظرہ کے جملہ انتظامات کی نگرانی کے لئے ایک منتظم کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے صدر جناب وشوانا تھ ریڈی صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہیں۔ اور ممبران مکرم عبد الرحیم صاحب وکیل اور مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ہیں۔

۷۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مناظر مکرم الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ مقرر ہوئے ہیں۔ اور دیگر مبلغین حسب ضرورت دیگر امور مناظرہ میں تعاون کرنے کے لئے شامل ہوئے ہیں۔ دیگر شامل ہونے والے مبلغین یہ ہیں۔

مکرم مولانا ابو العطاء اللہ صاحب فاضل مالاباری، مکرم مولانا شریف احمد صاحب فاضل امینی مکرم مولوی محمد بشیر احمد صاحب فاضل، مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب، مکرم مولوی حکیم محمد الدین صاحب، مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل، مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب مقامی مبلغ مکرم مولوی فیض احمد صاحب۔ ان کے علاوہ مرکز سے مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری مقبرہ بہشتی و معاون وکیل المال تحریک جدید کو بھی مناظرہ کے تحریری کام میں تعاون کے لئے بھجوایا گیا ہے

۸۔ اس مناظرہ کے انتظام و انصرام کے جملہ امور و اخراجات یادگیر کے مخلص صحابی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب کے بچے اور افراد خاندان کر رہے ہیں۔ اور جماعت کے جملہ افراد خصوصاً مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے ممبران بڑے اخلاص سے جملہ امور میں امیر جماعت یادگیر محترم سیٹھ عبد الحی صاحب سے پورا تعاون کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بڑی خدمت کو قبول فرما کر اس کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ سعید الفطرت احباب کو قبول حق کی توفیق دے اور ان کے کاروبار میں برکت دے کر مزید بیش خدمات دینیہ کی توفیق دے آمین۔

۹۔ مناظرہ کی کارروائی کی اب تک کی آمدہ اطلاعات یہ ہیں۔ یہ اطلاعات تاروں کے ذریعہ آئی ہیں۔

(ا) ۲۳ نومبر صبح دس بجکر پچیس منٹ

تحریری مناظرہ شروع ہو چکا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے

(سیٹھ عبد الحی صاحب) امیر جماعت (یادگیر)

(ب) ۲۳ نومبر شام سات بجے

پہلے دن کا مضمون بخیر و خوبی مکمل ہو گیا۔ دعا جاری رکھیں۔

(سیٹھ) محمد الیاس (صاحب)

ج۔ ۲۵ نومبر صبح

دوسرے دن کا مضمون بخیر و خوبی مکمل ہو گیا۔ اور تیسرا پرچہ شروع ہے دعا جاری رکھی جائے۔

(سیٹھ عبد الحی صاحب) امیر جماعت (یادگیر)

د۔ ۲۵ نومبر شام سات بجکر پچیس منٹ۔ تحریری مناظرہ ختم ہو گیا ہے۔ پرچے سنانے کل سے شروع ہونگے دعا جاری رکھیں۔ (سیٹھ عبد الحی صاحب) امیر جماعت (یادگیر)

جملہ احباب جماعت اس مناظرہ کے بہتر نتائج کیلئے دعا جاری رکھیں۔ مزید تفصیلات کا انتظار رہے۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو روحانی انعام دیا ہے اسے قائم رکھنے کی کوشش کرو

انعام حاصل کرنے کی نسبت سے اسے قائم رکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے!

اپنے دل، دماغ اور زبان کو قابو رکھو اور ہمیشہ اپنی ایمانی حالت کا جائزہ لیتے رہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

روحانی امور

ایسے پیچیدہ اور نازک ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ بڑی نظر آنے والی باتیں ایسے نتائج پیدا نہیں کرتیں جیسے کہ بعض وقت خفیف سے خفیف باتیں نتائج پیدا کرتی ہیں۔

بڑی بڑی خدمات بعض دفعہ ایک لفظ کے ساتھ ضائع ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ بڑا لمبا کفر ایک فقرہ کے ساتھ دھویا جاتا ہے۔

رسول کریمؐ کے زمانہ میں

ہم دیکھتے ہیں کہ کفار مکہ اسلام کے مٹانے میں اس قدر زور خرچ کرتے رہے ہیں کہ کوئی صورت مخالفت کی خالی نہ رہی۔ ہر زمانہ میں نبیوں کے دشمنوں نے ایسا ہی کیا مگر رسول کریمؐ کی مخالفت میں جو زور لگایا گیا اس سے بڑھ کر انسان کی انسانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفت ممکن نہیں۔

جھوٹ اور نفرت سے انہوں نے پرہیز نہ کیا۔ قتل و غارت سے انہوں نے پرہیز نہ کیا۔ عزت و آبرو برباد کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ فساد پھیلانے اور جھوٹی روایتوں کے بیان کرنے سے انہوں نے کوئی پرہیز نہ کیا اور جو لوگ نیکی سے رد کئے ہیں اور جو بدی کو پھیلانا چاہتے تھے ان کی تائید کرتے ہیں انہوں نے کوئی کمی نہ چھوڑی۔

انہیں لوگوں اور

سرداروں میں سے ایک ابوسفیان تھے

جو آخر زمانہ تک اسلام کا برابر مقابلہ کرتے رہے اور آخر زمانہ تک رسول کریمؐ کے خلاف بھڑکاتے رہے۔ اور آپؐ کے خلاف لڑتے رہے حتیٰ کہ آپ پر حملہ آور ہوتے رہے۔ پھر آپؐ کے خلاف نہ صرف خود انہوں نے تلوار چلائی بلکہ ان کی بیوی نے بھی تلوار چلانے میں حصہ لیا۔ لیکن نہ معلوم وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو ایمان لانے پر کھڑا کر دیا۔ اور ان کے کفر کو ایسا دھویا کہ ان کے دو بیٹے اسلام کے بہت بڑے خادم ہوئے۔ ایک بیٹا تو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں گورنر ہوا اور محض گورنر ہی نہ تھا بلکہ مسلمانوں میں ولی اور بزرگ مانا جاتا تھا۔

دوسرے بیٹے حضرت معاویہؓ تھے جو حضرت علیؓ کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے یہ اور بات ہے کہ لوگ ان کی خلافت پر اعتراض کریں مگر بہرحال صحابہؓ نے بعض وجوہات کے باعث ان کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کے متعلق یہی حسن ظنی تھی کہ وہ اسلام کے خادم ہیں۔ اس طرح وہ لوگ جو اسلام کے خلاف تلوار چلاتے رہے تھے ان پر ایسا زمانہ آیا کہ انہیں کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حکومت کی باگ دے دی۔

اس کے مقابلہ میں

انصار کی حالت

دیکھتے ہیں مکہ سے ہر قبیلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالتا ہے مکہ کے ارد گرد کی ہمسایہ قومیں ہیں ان کی طرف آپ رخ کرتے تو وہ آپ کے پتھراؤ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ طائف سے لہولہان ہو کر آپ واپس آتے ہیں۔ حج کے موقع پر ایک ایک خیمہ میں جاتے ہیں ان کو تبلیغ کرتے ہیں تو وہ آپ پر ہنستے ہیں۔ کہتے ہیں پاگل ہو گیا۔ لیکن ادھر مدینہ سے حج پر چند آنے والے لوگ سنتے ہیں کہ ایک شخص خدا کی طرف سے آنے کا دعوےٰ کرتا ہے تو کہتے ہیں ہمیں اس کی بات سننا چاہیئے۔ وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور آپؐ کی باتیں سنتے ہی معاً آپ پر نہ صرف ایمان لاتے ہیں بلکہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کو اسلام لانے کے لئے تیار کریں گے۔ اگلے سال پھر وہ وعدہ پورا کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے علاقہ کے رؤساء لے کر آتے ہیں اور یہاں تک وہ لوگ آپ کو کہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مدینہ چلیں۔ اور ہمارے پاس رہیں ہم آپؐ کی حفاظت اور مدد کریں گے۔ اس وعدہ کے ساتھ آپؐ کو اپنے شہر میں لے جاتے ہیں۔ پھر کس شان اور وفاداری سے وعدہ پورا کرتے ہیں کوئی دردمند دل ان کے واقعات پڑھ کر بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں پُرنم ہو جائیں نہیں رہ سکتا۔

ایک موقعہ پر جبکہ آپ کو مدینہ سے باہر ایک جنگ پر تشریف لے جانا پڑا تو آپ نے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے مشورہ لینا چاہا۔ درحقیقت آپ کا منشاء

انصار سے مشورہ

لینے کا تھا۔ کیونکہ انصار سے پہلے یہ معاہدہ تھا کہ اگر مدینہ پر دشمن حملہ آور ہوگا تو وہ لوگ آپ کی حفاظت اور مدد کریں گے۔ اور مدینہ سے باہر کے لئے یہ معاہدہ نہ تھا۔ اس معاہدہ کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل انصار سے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیئے۔ مہاجرین بار بار اٹھ کر آپ کو مشورہ دیتے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا میں تم سے مشورہ نہیں لینا چاہتا۔ آخر انصار سمجھ گئے کہ ہمیں بلایا جاتا ہے اور ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشورہ پوچھتے ہیں۔ اس پر ان میں سے ایک نے اٹھ کر کہا کیا آپ کی مراد ہم سے ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ معاہدہ اس صورت میں تھا جبکہ ابھی ہم آپؐ کی رسالت کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ لیکن اب جبکہ آپ کو خدا کا رسول یقین کر چکے ہیں اور رسالت کی حقیقت سے واقف ہو گئے ہیں تو اب ہمارا یہ وعدہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اب تو اگر یا رسول اللہ آپ فرمائیں گے تو

ہم سمندر میں کود پڑیں گے

اگر آپ ہمیں دنیا کے دوسرے کنارہ پر لے جانا چاہیں تو ہم وہاں جائیں گے دنیا کی کسی جگہ میں بھی آپ پر اگر کوئی حملہ آور ہوگا تو ہم آپ کے دائیں بھی اور بائیں بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک ہماری لاشوں پر سے نہ گزرے۔

اس فقرہ پر ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں بارہ غزوات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل رہا لیکن میں چاہتا تھا کہ بارہ غزوات میں شامل نہ ہوتا۔ مگر اس دن یہ فقرہ میرے منہ سے نکلتا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول نے جو منافق تھا ایک موقعہ پر کہا کہ میں جو معزز شخص ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو ذلیل انسان ہے مدینہ سے باہر نکال دوں گا۔ یہ بات اس کے بیٹے کو بھی کسی طرح پہنچ گئی۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا ہے اس کی سزا اب سوائے قتل کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنے ہاتھ سے اسے قتل کروں ایسا نہ ہو کہ شاید اور کوئی شخص اس کو قتل کرے اور میرا نفس شرارت کرے

یہ وہ قربانیاں تھیں

جو انہوں نے کیں۔ انہوں نے اپنے گھر بانٹ دیئے حتیٰ کہ اپنی بیویاں دوسروں کے لئے علیحدہ کر دیں جن کے پاس ایک سے زائد تھیں۔ یہ وہ ایثار اور قربانی ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔

پھر غزوۂ حنین کے موقعہ پر جبکہ بارہ ہزار کا لشکر جرار آپؐ کے ساتھ تھا۔

بعض کے عجب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ سزا نازل کی کہ شکر کے پاؤں جنگ میں اکھڑ گئے۔ آپ پر ایسا وقت آیا کہ چار ہزار کے مقابل پر آپ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا انصار کو بلاؤ۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ۔ پھر آواز

ایسی خطرناک حالت میں

جب انصار کو پہنچتی ہے تو وہ آپ کی طرف اس طرح بے اختیار ہو کر دوڑے چلے آتے ہیں کہ اگر ان کے گھوڑے رُکتے ہیں۔ تو ان کی گردن کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اگر اونٹ چلنے سے رُکتے ہیں تو ان کے پاؤں کاٹ دیتے ہیں۔ اور پیادہ لبیک یا رسول اللہ لبیک کہتے ہوئے اس طرح واپس لوٹتے ہیں کہ تھوڑی دیر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد بہت بڑا اجتماع اکٹھا ہو جاتا ہے۔

پھر ان کے نوجوانوں اور بچوں کا یہ حال تھا کہ

بدر کے موقعہ پر

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں میرے دل میں کفار کے مظالم کی وجہ سے لڑنے کے لئے بڑا جوش تھا۔ لیکن جب میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو بچے کھڑے تھے۔ اور ایسے موقعہ پر بہترین جنگی خدمت وہی کر سکتا ہے جس کے دائیں بائیں بھی تجربہ کار بہادر سپاہی ہوں میں نے سمجھا میں آج کیا لڑوں گا۔ میں یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ دائیں طرف سے ایک لڑکے نے مجھے کہنی مار کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور میرے کان میں کہا۔ چچا وہ دوسرا لڑکا نہ سُن لے۔ کہ چچا وہ جو ابو جہل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بڑا دشمن ہے وہ کہاں ہے۔ ابھی میں نے اُسے جواب نہیں دیا تھا۔ اور میں خیال کر رہا تھا کہ باوجود میرے بہادر اور تجربہ کار سپاہی ہونے کے میرے دل میں بھی یہ خیال نہیں آیا کہ

ابو جہل پر حملہ

کروں۔ ابھی خیال میں تھا کہ دوسرے لڑکے نے میرے کان میں کہا۔ چچا ابو جہل کہاں ہے۔ میں نے انہیں اشارہ سے بتایا کہ جس کے ارد گرد بڑے سردار ہیں وہ ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں۔ میری انگلی کا اٹھنا ہی تھا کہ چیل کی طرح جھپٹ کر وہ دونوں صفوں کو چیرتے ہوئے ابو جہل پر جا حملہ آور ہوئے اور اسے اتنا زخمی کر دیا کہ ان زخموں سے وہ مر گیا۔ اس سے ان لوگوں کی زبانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

لیکن

خدا کی حکمت ہوتی ہے

کہ جنگ حنین کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقعہ پر مال غنیمت تقسیم کیا۔ اور تقسیم کرتے وقت مکہ کے نو مسلموں کو بھی مال دیا۔ اس پر ایک سترہ سالہ انصاری لڑکے کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ اور مال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو جو آپ کے رشتہ دار ہیں دے دیا ہے

رسول اللہ کو یہ بات پہنچی

تو آپ نے انصار کو بلایا۔ انصار بھی اس غلطی کو سمجھ گئے۔ انہوں عرض کی یا رسول اللہ یہ بات طرف سے نہ سمجھیں ہم میں سے ایک بے وقوف نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار تم کہہ سکتے ہو۔ کہ ہم نے اس وقت تمہاری مدد کی اور اپنے گھروں میں جگہ دی۔ جب تمہیں قوم دھتکار رہی تھی۔ اور تمہارے لئے اس وقت اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا۔ اور جب تمہیں قوم دھتکار رہی تھی۔ اور آپ کے لئے اس وقت اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا جبکہ قوم آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ ہم نے تمہاری اس وقت مدد کی۔ جب تم کو وطن سے نکالا گیا۔ جب آپ کے عزیز رشتہ دار آپ کو مارنا چاہتے تھے۔ اس وقت ہم نے اپنی جانوں کو قربان کر کے ہر میدان میں تمہاری مدد کی۔ اور تمہارے دشمنوں کو زیر کیا۔

وہ قربانی کرنیوالی قوم

بھلا کہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں کو برداشت کر سکتی تھی۔ ان کی چیخیں نکل گئیں اور بار بار کہتے یا رسول اللہ ہم نہیں ایسا کہہ سکتے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ اے انصار سنو! تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ محمد رسول اللہ مکہ کا باشندہ تھا کہ اس کی پیدائش کی جگہ تھی۔ اس لئے مکہ کے حق اس پر بہت تھے۔ خدا نے مکہ میں آنے کے سامان پیدا کر دیئے جبکہ مکہ فتح ہو گیا اور اس کے عزیز رشتہ داروں کا بھی اس پر حق تھا کہ اب ان کے پاس رہے لیکن وہ تو مال مویشی لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور تم

خدا کا رسول اپنے گھروں میں لے آئے

اب اے انصار یاد رکھو۔ اس دنیا میں تم کو بادشاہت نہیں ملے گی۔ اب حوض کوثر پر ہی مجھے ملنا وہاں تمہاری قربانیوں کے بدلے ملیں گے۔ خدا کی قدرت دیکھو ابو سفیان کے بیٹے بادشاہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خاندان سینکڑوں سال تک دنیا میں حکومت کرتے ہیں۔ بعد میں مغل آتے ہیں۔ پٹھان آتے ہیں صدیوں تک حکومت کرتے ہیں۔ لیکن وہ انصار جن کے خونوں سے اسلام کا باغ سینچا گیا۔ اس قوم سے ۱۲۰۰ سال تک کوئی بادشاہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی وہ بات ہے جس کی طرف سورۂ فاتحہ میں توجہ دلائی گئی ہے۔

دیکھو انعمت علیھم میں داخل ہونا اور انعام لینا بھی بے شک بڑا مشکل ہے۔ لیکن

انعام کا قائم رکھنا

بھی اس سے زیادہ مشکل ہے۔ اس لئے انسان کو اپنے دل و دماغ اور اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے۔ جس سے اس کو اور اس کے خاندان اور اس کی قوم کو نقصان پہونچے۔ جب تک ہر وقت انسان اپنے فہم اور تدبر سے کام نہ لیتا رہے تب تک وہ خطرہ سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔

میرے اس خطبہ میں پہلے مخاطب

قادیان والے ہیں

پھر باہر کے لوگ۔ اگرچہ اس خطبہ کے محرک باہر کے لوگ ہی ہیں۔ لیکن پھر بھی پہلے مخاطب آپ لوگ ہی ہیں۔ کیونکہ نیک نمونہ دکھانا سب سے پہلے آپ لوگوں کا فرض ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال اور ہمارے قلوب کی اس رنگ میں حفاظت کرے۔ کہ ہم اس کے کسی انعام کی ناقدری کر کے اپنی کسی حرکت سے اس کے غضب کے نیچے نہ آئیں بلکہ اس کے انعامات و اکرام زیادہ سے زیادہ شان کے ساتھ ہم پر ظاہر ہوں۔

(الفضل مورخہ ۱۲/۱۲)

"البم مقاماتِ مقدسہ قادیان"

مکرم مرزا برکت علی صاحب (ولد حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی) نے ۱۹۵۸ء میں مقاماتِ مقدسہ قادیان کا ایک البم تیار کر کے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جسے آپ نے ملاحظہ فرمانے کے بعد چٹھی مرزا صاحب موصوف کو لکھی اس کی نقل مرزا صاحب نے بتوسط حضرت امیر صاحب مقامی قادیان اخبار بدر میں ریکارڈ کی خاطر ارسال فرمائی ہے جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

نقل خط حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ

مکرمی و محترمی مرزا برکت علی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی فاضل نے ایک البم دکھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس محنت کا اجر خیر دیوے۔ پرانی یادگاروں کی حفاظت قومی روایات کا ایک زبردست حصہ ہوتی ہے مجھے چونکہ اس وقت اعصابی تکلیف ہے طبیعت پر زور دے کر پرانی دردناک یادگاروں کا تصور کرنا میرے لئے مشکل ہے حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب پرانے بزرگ ہیں ان کی تصدیق کافی ہے۔ مجھے تو بعض تصویروں کو دیکھ کر طبیعت میں ایک گونہ زلزلہ کا دھکا ہوا آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد حال ربوہ　　۱۱ ہش

مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم کی یاد میں

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان

محترمی مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء کو دوپہر کو اچانک راہی ملک عدم ہو کر ہمیں ہمیشہ ہمیش کے لئے داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خاکسار اس سانحہ سے دو روز قبل سلسلہ کے ضروری کام کے لئے دہلی گیا ہوا تھا۔ اور مجھے دہلی میں ہی ان کی وفات کی خبر قادیان سے بذریعہ تار موصول ہوئی۔ افسوس کہ بوجہ ناگزیر مجبوریوں کے میں قادیان بر وقت پہنچ کر ان کے جنازہ و تدفین میں شامل نہ ہو سکا۔ اگرچہ مولوی صاحب مرحوم کی صحت چند سالوں سے خراب چلی آ رہی تھی لیکن اس عمر میں اس طرح اس قدر جلد ان کی وفات کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو اپنے قرب میں جگہ دیوے اور آپ کے ضعیف والدین اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

محترم مولوی صاحب مرحوم سے میرا ابتدائی تعارف ۱۹۳۵ء میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں زمانہ طالب علمی میں ہوا تھا جبکہ مولوی صاحب کپور تھلہ کالج سے ایف۔ اے پاس کرنے کے بعد بی۔ اے کے لئے فورمین کرسچین کالج لاہور میں داخل ہوئے تھے۔ اور خاکسار بی۔ اے آنرز میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس بانکی نوجوانی کے زمانہ میں بھی جبکہ کالج کے کالج کے غلط ماحول میں اکثر طلبا دینی امور کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دیتے اور عملی طور پر مذہب سے دوریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ محترم مولوی صاحب مرحوم اس وقت بھی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اور نہایت سنجیدہ طبیعت رکھتے تھے۔ اور ان کی دوستی اور مراسم کا دائرہ بھی نیک اور شریف طلبا تک محدود تھا۔ کالج کے متعدد غیر احمدی طلبا آپ کے زیر تبلیغ رہتے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم نے ۱۹۳۹ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ اور قریباً چار سال سرکاری ملازمت کے بعد آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ تحریک جدید کے مطالبہ کے ماتحت زندگی وقف کر کے قادیان تشریف لائے۔ اور آخر دم تک اس عہد کو کمال وفاداری سے پورا کیا۔ خاکسار نے بھی ۱۹۳۸ء میں زندگی وقف کی تھی لیکن اس وقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

"آپ کی مستقل ملازمت ہے اور ترقی والا محکمہ ہے آپ اپنے آپ کو وقف سمجھیں اور فی الحال وہاں ہی کام کریں۔ جب ہمیں زیادہ ضرورت پڑے گی تب آپ کو بلا لیا جائے گا۔"

چنانچہ ۱۹۴۶ء کے آخر میں حضور کے ایک خطبہ جمعہ تحریک وقف کے ماتحت جب خاکسار نے دوسری مرتبہ زندگی وقف کی۔ تو حضور نے فوراً قادیان آنے کا ارشاد فرمایا۔ اور خاکسار فروری ۱۹۴۷ء میں بطور وقف زندگی خدمت کے لئے قادیان حاضر ہو گیا۔ ان دنوں محترم مولوی صاحب مرحوم بطور نائب ناظر امور عامہ کام کر رہے تھے۔ اور خاکسار نظارت بیت المال میں نائب ناظر مقرر کیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد ہم دونوں اپنے اپنے محکمہ کے انچارج کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔ اور سولہ سالوں کے ایک لمبے درویشی کے عرصہ میں ایک دوسرے کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ میسر آیا۔ اور باہمی تعاون اور مشورہ سے سلسلہ کی مفوضہ ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ مولوی صاحب مرحوم ۱۹۵۴ء میں ایک لمبا عرصہ بیمار رہے جس کے بعد انہیں مستقل طور پر اعصابی کمزوری کی تکلیف رہی جس کی وجہ سے وہ عموماً سفر سے اجتناب کیا کرتے تھے اس لئے بیرونی اہم کاموں کے لئے حسب ضرورت خاکسار یا مکرم ملک صلاح الدین صاحب کو جانا پڑتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی خاکسار کو یہ اصولی ہدایات تھی کہ

"چونکہ مولوی برکات احمد صاحب کی صحت کمزور رہتی ہے۔ اس لئے آپ کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ان کو مناسب رنگ میں مدد دیتے رہیں اور ان کا ہاتھ بٹائیں۔ تاکہ ان پر بیماری کے ایام میں کام کا زیادہ بوجھ نہ پڑے۔"

جن دنوں مقدمہ رجسٹریشن کی وجہ سے ہم سب پریشان تھے۔ ان دنوں محترم مولوی صاحب مرحوم نے ایک خواب دیکھی کہ جیسے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کر رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام آپ کو کچھ پھل دینے کے لئے لاتے ہیں۔ خواب میں مولوی صاحب کے پاس خاکسار بھی کھڑا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب مرحوم مجھ سے رومال لے کر حضور کے عطا کردہ پھل اس میں ڈلوا دیتے ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم نے یہ خواب ان دنوں مجھے بھی سنائی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی تحریر کی۔ جس پر حضرت ممدوح کی طرف سے آپ کو اچھی تعبیر کے رنگ میں تسلی کا خط موصول ہوا۔ جس میں حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ اشارہ فرمایا تھا۔ کہ ہم دونوں کے باہمی تعاون سے سلسلہ کے بہت سے کام بہتر طور پر سرانجام پاتے رہیں گے۔

تقسیم ملک کے ابتدائی تین چار سال کا عرصہ جماعت احمدیہ کے لئے نہایت صبر آزما تھا۔ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہزاروں کی تعداد میں زخم خوردہ غیر مسلم مہاجرین قادیان اور اس کے ارد گرد آباد ہو رہے تھے۔ اور درویشان کی مختصر آبادی کے لئے ہر لحظہ سخت خطرات لاحق تھے۔ اس وقت نہایت عقلمندی حکمت بردباری اور عمدہ کردار کے ساتھ حالات کو سازگار رکھنے اور معمول پر لانے میں مولوی برکات احمد صاحب مرحوم نے جو اہم پارٹ ادا کیا ہے۔ وہ احمدیت کے اس دور کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ ۱۹۵۴ء کی بیماری کے بعد بھی باوجود اپنی صحت کی کمزوری کے مولوی صاحب مرحوم نظارت امور عامہ کے کاموں کو پوری ذمہ واری کے احساس کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ بلکہ اپنے علمی مذاق اور خداداد قابلیت کو ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کے لئے وقف رکھا۔ چنانچہ آپ نہ صرف اخبار بدر کے آنریری ایڈیٹر کی خدمات بجا لاتے رہے بلکہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی رخصت وغیرہ کے مواقع پر نظارت دعوت و تبلیغ کے کام کو بھی خوش اسلوبی سے کرتے رہے۔ اور کئی تبلیغی کتب و ٹریکٹ کی تصنیف و ترتیب میں آپ نے اہم اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ اگرچہ آپ مولوی فاضل نہیں تھے لیکن عربی زبان میں آپ کی قابلیت کافی پختہ تھی۔ آپ ایک اچھے ادیب تھے۔ اسلامی تاریخ کے بے شمار سبق آموز واقعات آپ کو زبانی یاد تھے۔ اور جب کبھی کسی مجلس میں یا سفر میں ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملتا۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو دلچسپ انداز میں واقعات سنایا کرتے۔ آپ معاملہ فہم اور صائب الرائے تھے۔ باوجود خرابی صحت اور اعصابی کمزوری کے پیچیدہ معاملات کو سلجھانے کی اعلیٰ صلاحیت اور قابلیت رکھتے تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے معزز ممبر ہونے کی حیثیت سے بھی آپ کی رائے کافی وزن رکھتی تھی۔ آپ کی شرافت نفس کا یہ ایک اعلیٰ اور قابل تعریف پہلو تھا کہ آپ کسی امر میں اختلاف رائے کو ذاتی تعلقات میں حتی الوسع کشیدگی کا موجب نہ بننے دیتے تھے۔

آج جبکہ مولوی صاحب مرحوم ہم میں موجود نہیں ہیں۔ ہم سب شدت کے ساتھ ان کی کمی کو محسوس کرتے ہیں۔ آپ کی اچانک وفات کا صدمہ نہ صرف تمام احمدی دوستوں اور جملہ درویشان قادیان کو ہے۔ بلکہ آپ کے تمام جاننے والے غیر مسلم احباب بھی اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

درخواست دعا

مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ اپنی اور اپنے خاندان کے جملہ افراد کی صحت و سلامتی کے لئے اور مشکلات سے محفوظ رہنے کیلئے اور کاروبار میں برکت کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

قریشی عبد القادر اعوان
درویش دار المسیح قادیان

تحریک جدید کا نیا مالی سال اور احباب کی ذمہ داریاں

احباب جماعت کو قبل ازیں اخبار و خطوط اطلاع دی جا چکی ہے کہ تحریک جدید کے نئے سال دفتر اول ۳۰ دفتر دوم ۱۹ کا آغاز ہو چکا ہے احباب جلد از جلد اپنے اپنے وعدہ جات جلد ارسال فرماویں۔ اور صدر صاحبان مقامی و سیکرٹریان مالی و تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کے وعدہ جات حاصل کر کے ارسال فرماویں

۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء تک چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں برائے دعا پیش کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ احباب اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

وکیل المال تحریک جدید قادیان

جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کی وفات پر تعزیتی قرار دادیں

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن قادیان نے زیر عنوان ۳۲۹ مورخہ ۲۰/۱۱/۶۳ ذیل کا تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا۔

"ہم اراکین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اجلاس سلسلہ کے مخلص واقف زندگی و ممبر صدر انجمن محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے ناظر امور عامہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام بخشے اور آپ کے جملہ لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم مولوی صاحب مرحوم تقسیم ملک سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے سرکاری ملازمت چھوڑ کر بطور واقف زندگی قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اور شروع میں بطور نائب ناظر امور عامہ اور تقسیم ملک کے بعد اب تک بطور ناظر امور عامہ سلسلہ کی خدمات بجالاتے رہے۔ باوجود کمزوری صحت کے آپ ایک لمبا عرصہ نہایت اخلاص اور جواں ہمتی کے ساتھ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ جب قادیان سے ۱۹۵۲ء میں اخبار بدر کا اجرا کیا گیا۔ تو آپ اس کے پہلے آنریری ایڈیٹر تھے۔ اور قریباً دو سال اس کام کو پوری تن دہی سے انجام دیتے رہے۔

بحیثیت ناظر امور عامہ آپ کے تعلقات قادیان اور علاقہ کے غیر مسلم معززین کے ساتھ بہت خوشگوار تھے۔ آپ کی اچانک وفات سے نہ صرف درویشان قادیان اور صدر انجمن کے ممبران کے دلوں کو صدمہ پہنچا۔ بلکہ علاقہ کے غیر مسلم افراد بھی اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ آپکی اچانک وفات کے باعث صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جو خلاء پیدا ہوا ہے۔ اس کا پُر کیا جانا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے پورا فرمائے۔ آمین۔

آپ نے اپنے پیچھے صرف ایک بچہ یادگار چھوڑا ہے جس کی عمر قریباً گیارہ سال ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس قرارداد کے ذریعہ آپ کے والد محترم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور دیگر جملہ افراد خاندان کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اللہ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور خود ان کے زخموں پر مرہم رکھے۔

درویشان قادیان کی طرف سے قرارداد تعزیت

قادیان ۲۲ر نومبر۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں جملہ درویشان قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ جس میں سب سے پہلے حضرت موصوف نے محترم مولوی برکات احمد صاحب کی اندوہناک ناگہانی وفات کا دردانگیز انداز میں ذکر کیا اور آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ان کی وفات سے جہاں ہم درویشان قادیان کو سخت صدمہ پہنچا ہے مقامی غیر مسلم ہندو سکھ معززین سب دوستوں نے گہرے دلی رنج و الم کا اظہار کیا ہے۔

اس کے بعد آپ کے حکم سے خاکسار نے محترم مرحوم کے جملہ لواحقین سے دلی تعزیت پر مشتمل حسب ذیل قرارداد پیش کی جسے احباب نے متفقہ طور پر منظور فرمایا:-

قرارداد

"مورخہ ۲۰/۱۱/۶۳ کو ڈیڑھ بجے بعد دوپہر محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی درویش ناظر امور عامہ قادیان کی ناگہانی وفات تمام درویشان قادیان کے لئے بڑے صدمہ کا موجب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور ہر آن آپ کے درجات بلند ہوتے رہیں۔

مولوی صاحب مرحوم اُن خوش نصیب افراد میں سے تھے جن کو اپنے محبوب امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ۱۹۴۴ء میں خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اُس وقت سے لے کر آخری دم تک اس عہد کو بڑی ہی خوش اسلوبی سے پورا کر دکھایا ہے۔!!

آپ پہلے بطور نائب ناظر امور عامہ مقرر ہوئے لیکن ملکی تقسیم کے وقت جب آپ کو دیار مسیح میں رہنے کے ساتھ درویشان کے زُمرہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تو اُس وقت سے لے کر اب تک ناظر امور عامہ کے اہم عہدہ پر فائز رہے۔ اور اس تمام نازک وقت میں جماعت کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ اور فدائیت کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے!!

آپ بڑے ہی اچھے اخلاق اور طیب ندیدہ اطوار کے مالک تھے۔ سلسلہ کا خاص درد رکھنے والے قیمتی وجود تھے صاحب قلم اور علم دوست تھے۔ تاریخ اسلام اور احمدیت کی تعلیم پر خاص عبور رکھتے تھے اور ساری زندگی اس کا بہترین نمونہ بن کر گذاری اسی قسم کی اعلیٰ خوبیوں کے باعث نہ صرف درویشان قادیان بلکہ مقامی غیر مسلم دوست بھی آپ کو بہت عزت و احترام سے دیکھتے اور آپ کی دل سے قدر کرتے تھے اور آپ کی وفات سے سبھی اہلیان قادیان کو بہت صدمہ پہنچا ہے

ہم درویشان قادیان آپ کی وفات پر آپ کے والد محترم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی آپ کی والدہ محترمہ اور ربوہ میں خاندان کے جملہ دیگر افراد اور لکھنؤ میں آپ کے ہونیوالے تمام رشتہ داروں سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب نوازے اور آپ کے اکلوتے بیٹے عزیز امتیاز احمد کا حامی و ناصر ہو اور اپنے مرحوم باپ کی طرح دین کا سچا خادم بنائے اور دین و دنیا میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین!"

خاکسار محمد حفیظ بقاپوری سیکرٹری تعلیم و تربیت لوکل انجمن احمدیہ قادیان

منجانب مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان کا یہ غیر معمولی اجلاس محترم مولوی برکات احمد صاحب بی۔اے درویش ناظر امور عامہ و خارجہ و ممبر مجلس وقف جدید کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ محترم مولوی برکات احمد صاحب سلسلہ کے عالم اور بزرگ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے فرزند تھے اور دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور تھے۔ عنفوان شباب میں آپ نے اپنی زندگی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر وقف کر دی اور حضور کے فرمان کے مطابق سرکاری ملازمت چھوڑ کر خدمت سلسلہ کرنے لگے۔ تقسیم ملک سے قبل آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر نائب امور عامہ کا کام سپرد ہوا۔ جسے آپ نے اپنی استعدادوں کے مطابق پوری کوشش سے نباہا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کے سپرد ناظر امور عامہ کی خدمت ہوئی جو آپ اپنی وفات کے دن ۲۰ر نومبر ۱۹۶۳ء تک بجالاتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں جبکہ قادیان میں وقف جدید کا قیام ہوا۔ تو اس وقت سے آپ مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ کے ممبر بھی تھے۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے قادیان سے باہر تشریف لے جانے کی صورت میں قائمقام ناظر وقف جدید کا کام بھی کرتے رہے۔ صیغہ وقف جدید کو ہر وقت آپ کا تعاون حاصل تھا۔ آپ نے اپنا یادگار ایک لڑکا عزیز امتیاز احمد چھوڑا ہے۔ ہم اراکین صیغہ وقف جدید محترم مولوی برکات احمد صاحب کے افسوسناک انتقال پر آپ کے بزرگ والدین (حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور ان کی اہلیہ محترمہ) اور تینوں بھائیوں اور بہنوں اور حضرت ناظر صاحب خدمت درویشان اور جملہ درویشان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی برکات احمد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج دے اور آپ کے بزرگ والدین بہن بھائیوں اور لڑکے کو اس سانحہ پر صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور مرکز قادیان میں مرحوم کے انتقال سے جو خلا واقع ہو گیا ہے اس کو اپنے فضل و کرم سے پورا کرنے کے سامان فرمائے۔ آمین۔

ہم ممبران مجلس وقف جدید قادیان

منجانب مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا یہ غیر معمولی اجلاس محترم مولوی برکات احمد صاحب بی۔اے واقف زندگی درویش ناظر امور عامہ قادیان کے اچانک انتقال پر (جبکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مرکز قادیان میں ان کی ضرورت تھی) افسوس کا اظہار کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے

محترم مولوی صاحب مرحوم صحیح معنوں میں درویش اور ابتدائی واقف زندگی نوجوانوں میں سے تھے۔ آپ نے اپنا درویشی کا زمانہ نمونہ کا گذارا۔ اور ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔ آپ نے تقسیم ملک سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (باقی صفحہ پر)

پولوس رسول کے متعلق تحقیق جدید

انجیلی پولوس اور ہے حقیقی پولوس اور

محترم شیخ عبد القادر صاحب اسلامیہ پارک لاہور

الفضل کی گزشتہ اشاعتوں میں مولانا سمیع اللہ صاحب کا معرکۃ الآرا مضمون "عیسائیت کی تاریخ میں پولوس کی اہمیت" نظر سے گزرا۔ صاحب موصوف نے حضرت مسیح علیہ السلام اور حواریان مسیح کی تعلیمات اور روایتی پولوس کے خیالات کا مقابلہ و تجزیہ اس خوبی سے کیا ہے کہ یہ سلسلہ مضامین احمدیہ لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ثابت ہوگا۔ بعض پہلو ابھی تشنۂ تکمیل ہیں اور بعض امور ترمیم طلب جن کی اصلاح امید ہے کہ بعد میں کر دی جائے گی۔ مجھے آج ایک نئے نظریہ کے متعلق توجہ دلانا ہے جس کے ذکر کے بغیر یہ مضمون نامکمل نظر آتا ہے۔

عصر حاضر کے محققین اب یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی پولوس اور اناجیلی اربعہ کی طرح پولوس کے خطوط میں بھی قرون اولیٰ میں ترمیم و اضافہ ہوا۔ جس کے باعث پولوس کی تعلیمات پر دوسری صدی کے عیسائیوں کے مخصوص مسائل کا رنگ چڑھا دیا گیا۔ پولوس نے بعض نظریات کی طرف بنیاد ڈالی۔ بعد میں اس اساس پر جو عمارت کھڑی کی گئی۔ اس پر بھی پولوس کا نام لکھ دیا گیا۔ پولوس ان سارے عقائد کا ذمہ دار نہیں ہے جو اس کی طرف منسوب ہیں۔ جس طرح "انجیلی یسوع" اور ہے۔ اور تاریخی یسوع اور۔ اسی طرح انجیلی پولوس اور تاریخی پولوس میں اب فرق کیا جاتا ہے۔

علماء کی جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ پولوس کی طرف وہ عقائد بھی منسوب کر دیئے گئے۔ جن کی نشوونما ان کے بعد ہوئی۔ پہلی صدی کے نصف اول میں یہ عقیدے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ مثلاً پولوس کا کتاب مقدس کی رو سے عقیدہ تھا کہ

> "اللہ تعالےٰ بلا شرکت غیرے ہر چیز کا خالق ہے۔ کائنات عالم کسی وسیلے کے بغیر محض خالق حقیقی نے پیدا کی"
>
> راعمال ۱۷/۲۴ ، رومیوں ۱/۲۰

لیکن ازاں بعد عیسائیوں نے مسئلہ تحقیق کو یوں پیش کرنا شروع کر دیا کہ یسوع کے توسط اور وسیلہ سے ہر چیز معرض وجود میں آئی۔ یہ عقیدہ کلسیوں کے نام پولوس کے خط میں بایں الفاظ درج کر دیا گیا:۔

> "یسوع اَن دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے۔ کیونکہ اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی دیکھی ہوں یا اَن دیکھی تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات سب چیزیں اسی کے وسیلہ اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے۔ اور اسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ وہی مبدا ہے اور مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پلوٹھا۔ ۔ ۔ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اسی میں سکونت کرے"۔

اس عبارت کے متعلق علماء کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ پولوس کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ دوسری صدی کے عقائد کی آئینہ دار ہے۔

(پیکس کومنٹری ۸۲۵)

تجسم خدا کا عقیدہ ایک دوسری جگہ پولوس کی طرف بایں الفاظ منسوب کیا گیا۔

> "خدا جسم میں ظاہر ہوا اور روح میں راستباز ٹھہرا اور فرشتوں کو دکھائی دیا اور غیر قوموں میں اس کی منادی ہوئی۔ اور جلال میں اوپر اٹھایا گیا۔ ۔ ۔ ۔"
>
> (تمطاؤس نمبر ۱ ۳/۱۶)

مستند اور قدیم نسخوں میں "خدا جسم میں ظاہر ہوا" کی بجائے "وہ یعنی یسوع جسم میں ظاہر ہوا" کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ انجیل کے موجودہ تراجم میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ اب "خدا" کی بجائے "وہ" کے لفظ سے مذکورہ عبارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح پولوس کے خطوط میں جہاں لکھا ہے کہ:۔

> "یسوع خدائے ذوالجلال ہے"

اب نئے ترجمہ میں "اللہ تعالےٰ ذوالجلال ہے" کے الفاظ ہیں۔ عصر حاضر میں پولوس کے خطوط میں قدیم نسخوں کے پیش نظر بھی ترامیم ہوئی ہیں۔ جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان خطوط میں بھی رد و بدل ہوا ہے عبرانیوں کے خط کو انیس سو سال سے چرچ نے پولوس کی طرف منسوب کر رکھا تھا۔ اب مسلمہ طور پر یہ خط پولوس کا نہیں بلکہ کسی نامعلوم مکتوب نگار کا ہے۔ اسی طرح تمطاؤس اول و دوم "ططس" کے نام خطوط موجودہ صورت میں پولوس کے لکھے ہوئے نہیں ہیں (پیکس کومنٹری ۸۰۱)۔ بیف سی باتر اور ان کے مکتب خیال کے علماء نے پولوس کے تیرہ میں سے چار خطوط کو صحیح مانا ہے۔ افسیوں، کلسیوں اور فلیمون کے متعلق پیکس کومنٹری میں لکھا ہے:۔

> "ان تینوں خطوط کی سند اور صحت مشکوک ہے۔ ان کا سٹائل اور ذخیرہ الفاظ پولوس کی ابتدائی تحریرات سے بڑی حد تک مختلف ہے اور پھر ان خطوط میں مسیح کی شخصیت اور کلیسیا کی تنظیم کے متعلق ایسی باتیں لکھی ہیں۔ جو کہ پولوس کے خیالات کے مطابق نہیں ہیں۔ بلکہ ان نظریات کی ترقی یافتہ صورت ہیں"

اس کے بعد لکھا ہے:۔

> "بعض علماء نے یہ نظریہ بھی پیش کیا ہے کہ پولوس کی کسی تحریر کو پھیلا کر خط کلسیوں کی صورت میں پیش کر دیا گیا۔ یہ خط اپنی موجودہ صورت میں پولوس نے لکھا" (صفحہ ۹۶۲)

انہی خطوط میں تجسم خدا کا عقیدہ یسوع کے وسیلہ سے عبادت اور دوسرے مخصوص عقیدے پیش کئے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ عقائد دوسری صدی میں جس "غلو فی الدین" کا نتیجہ ہیں پولوس کے خیالات نہیں ہیں۔

پولوس کے خطوط میں تحریف کا ایک بڑا ثبوت دوسری صدی میں عیسائی عالم مارشین (Marcian) کی تحریرات سے ملتا ہے۔ مارشین کے مجموعہ میں پولوس کے دس خطوط شامل تھے۔ جبکہ انجیل میں تیرہ یا چودہ خطوط ہیں۔ مارشین یہ سمجھتا تھا کہ عبرانی نسل کے عیسائیوں نے انجیل کو بگاڑ دیا ہے۔ یہ لوگ شریعت موسوی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح کی اصل انجیل جب حواریوں نے بگاڑ دی تو پولوس پر یہ انجیل دوبارہ منکشف ہوئی لیکن یہودی عیسائیوں نے پولوس کے خطوط کو بھی اپنے ڈھب کا بنا لیا۔ اور ان میں ایسی ترمیمیں کر دیں۔ جو کہ ان کے عقائد کی آئینہ دار ہیں۔ مارشین کا نظریہ ہے کہ پولوس کے مروجہ خطوط زیادہ تر یہودی نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے غیر یہودی عیسائیوں کے نکتۂ نظر سے ان خطوط کو قابل ترمیم سمجھا اور ان میں رد و بدل کرنا شروع کیا۔ عیسائی عالم اریتی نیس دوسری صدی کے آخر میں لکھتا ہے۔

> "مارشین نے انجیل لوقا اور پولوس کے خطوط کو کانٹ چھانٹ کر مسخ کر دیا۔ خاص طور پر ان مقامات کو نشانہ بنایا گیا جن میں یہ ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا خالق ہے وہ ہمارے آقا یسوع کا باپ ہے۔ پولوس نے یسوع مسیح کی بعثت کے متعلق نبیوں کی بشارت کو پیش کیا تھا۔ یہ حصہ بھی اس نے حذف کر دیا"

آر۔ ایم۔ گرانٹ (R. M. Grant) نے ایک کتاب The Earliest Lives of Jesus کے نام سے لکھی ہے جو کہ حال ہی میں ہیرپر اینڈ برادرز نیو یارک نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لکھتے ہیں:۔

> "مارشین کے نقطۂ نظر سے حضرت مسیح نے ایک جدید اور انوکھی انجیل پیش کی تھی (یعنی انجیل جو کہ یہودیت کا نقطۂ نظر پیش نہیں کرتی تھی) لیکن یہ انجیل حضرت مسیح کے ان شاگردوں نے بگاڑ دی جو کہ یہودی نسل کے تھے کیونکہ وہ شریعت موسوی کے غلام تھے حضرت مسیح کی حقیقی انجیل دوبارہ پولوس پر منکشف ہوئی لیکن پولوس کے خطوط کو بھی مسخ کر دیا گیا اور ان میں رد و بدل ہو گیا۔ اگر ان خطوط کو صحیح طور پر درست کر دیا جاتا تو یہ حضرت مسیح کی حقیقی انجیل کی طرف راہنمائی کر سکتے تھے" (صفحہ ۱۱)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مارشین کے نزدیک پولوس کے مروجہ خطوط ان کا مکمل طور پر نمائندہ (یا صحیح) نقطۂ نظر پیش نہیں کرتے [illegible] اس لئے وہ قابل ترمیم تھا [illegible]

The Earliest Lives of Jesus ... Christian ... Church P. 53

بطور یاد دہانی:۔ یہ مضمون بدر میں بھی شائع ہو چکا تھا۔

بدر

یہ تسلیم کیا گیا کہ مارشین نے ان خطوط کو اپنے نظریہ کے مطابق ڈھال لیا (دیباچہ ۱۳) ۔

الغرض تاریخی شواہد سے ظاہر ہے کہ قرون اولیٰ میں پولوس کے خطوط کو بھی متنازعہ اور قابل ترمیم سمجھا گیا۔ چنانچہ ان کو خود مارشین نے ترمیم کر دیا اور بعد کے لوگوں نے ان کو تحریف و تبدل کا تختۂ مشق بنایا اور ان میں ایسی باتیں شامل کر دی گئیں۔ جو کہ عبرانی نسل کے عیسائیوں کی ان تعلیمات کے خلاف تھیں جو کہ حضرت مسیح نے پیش کی تھیں۔ قرون اولیٰ میں پولوس کے نام سے بہت سے جعلی مکتوب بنائے گئے۔ یہ مسکا جیسا ۔

" ایاکرنس لٹریچر " میں شامل نہیں اس لٹریچر کا ایک حصہ چرچ نے رد کر دیا اور ایک حصہ جو کہ زیادہ قدیم تھا نئے عہد نامہ میں شامل کر لیا گیا۔ انجیل کیر پطرس کے نام ہے جو خط ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پولوس نے جو خطوط لکھے ہیں ان سے غلط کار لوگوں نے باطل استدلال کر کے ایسے نتائج پیدا کر لئے جو کہ پولوس نے پیش نہیں کئے۔ پطرس کے نام کا یہ خط خود پطرس نے لکھا ہے یا کسی اور نے؟ یہ امر محل نظر ہے لیکن اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ پولوس کی تحریرات سے غلط استدلال کی وجہ سے عیسائیوں میں جھوٹے عقائد اور باطل فلسفہ کا دروازہ کھل گیا تھا خط پطرس میں لکھا ہے۔

" ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس حکمت کے موافق جو اسے عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے سب خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ ان کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں پس اے عزیزو! چونکہ تم پہلے سے آگاہ ہو اس لئے ہوشیار رہو تاکہ بے دینوں کی گمراہی کی طرف کھنچ کر اپنی مضبوطی کو چھوڑ نہ دو "

(پطرس کا دوسرا عام خط ، آخری حصہ)

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ پہلی یا دوسری صدی پولوس کے مکاتیب عام گمراہی کا باعث بن گئے تھے لیکن زیادہ تر یہ گمراہی لوگوں کی پیدا کردہ تھی۔ پولوس اس کا ذمہ دار نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تحریر کسی ایسے شخص کی ہے جو کہ پولوس اور حواریان مسیح کی تعلیمات میں مخالفت کی بجائے موافقت ثابت کرنا چاہتا ہے۔ بایں ہمہ یہ امر ظاہر ہے کہ عیسائیوں میں پولوس کے خطوط کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی۔

حضرت مسیح کے بھائی یعقوب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے نصف اوّل تک کے عیسائیوں میں شرک پیدا نہیں ہوا تھا گمراہ عیسائی بھی پکے موحد تھے (یعقوب ۱۹/۲) اس خط سے ظاہر ہے کہ پولوس نے شریعت اور طریقت کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ پولوس یہ کہتا تھا کہ نجات اعمال شریعت سے نہیں بلکہ محض یسوع پر ایمان لانے پر منحصر ہے اسی فلسفہ پر کفارۃ المسیح کی بنیاد رکھی گئی۔ یعقوب حواری نے اس غلط عقیدہ کی پُرزور تردید کی اور بتایا کہ ایمان اور اعمال لازم و ملزوم ہیں۔ اعمال اگر بدلنا ہے تو ایمان روح۔ شریعت کی پابندی بہرحال میں ضروری ہے سچا ایمان اور نیک اعمال ہی کہ انسان کو نجات سے ہمکنار کرتے ہیں گویا نجات کے لئے کسی کفارہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ پولوس اس کفارہ کا قائل نہیں تھا جو کہ موجودہ عیسائی مانتے ہیں۔

پولوس یہ سمجھتا تھا کہ جس طرح موسوی قربانیاں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں اسی طرح مسیح صلیبی قربانی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ بشرطیکہ ہم یسوع کے صلیبی دکھوں میں خود کو شامل کر لیں اور یسوع کی پیروی میں اپنے وجود کو محو کر دیں۔ یہ فلسفہ بعد میں اس طور پر خطوط میں درج ہوا کہ خدا مجسم ہو کر بیٹے کی شکل میں دنیا میں آیا تاکہ لوگوں کے گناہ اپنے سر پر اٹھا لے حالانکہ پولوس کفارہ کے لئے خدائی جسم کا قائل نہیں تھا۔

اس مختصر مضمون میں تفصیلات پیش نہیں کی جا سکتیں بہرحال یہ امر مزید تحقیق کا محتاج ہے۔ کہ پولوس کیا مانتا تھا۔ اور کیا نہیں مانتا تھا۔ اس کے خطوط میں جو باتیں لکھی ہیں ان کا وہ کس حد تک ذمہ دار ہے۔ مروجہ عیسائی عقائد پولوس نے کس حد تک پیش کئے۔ اور بعد کو نشوونما کیا ہے؟؟ عصر حاضر کے علماء نے ان مضمون پر خاطر خواہ تحقیق کی ہے۔ اس تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ انجیلی یا روایتی پولوس اور ہے اور حقیقی یا تاریخی پولوس اور۔

پولوس اس حد تک قصور وار ضرور تھا کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی سادہ تعلیمات کو یونانی فلسفہ کا رنگ دے دیا۔ اور ان کے مرتبہ کو پیش کرنے میں غلو سے کام لیا لیکن وہ الوہیت مسیح اور تثلیث کا قائل نہیں تھا۔ اس کا کفارہ تجسم خدا کے نظریہ سے بے خبر تھا۔ وہ حضرت مسیح کا پیغام غیر قوموں تک لے گیا۔ حالانکہ ان کا مشن صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا۔ ۔۔ غیر قوموں کو شریعت موسوی کی پابندی سے آزاد سمجھتا تھا جبکہ یہودیوں کے لئے یہ پابندی اس نے ضروری تھی۔ وہ نجات کا مدار شریعت پر نہیں بلکہ محض ایمان کو سمجھتا تھا وہ زیادہ سے زیادہ حضرت مسیح کا عاشق اور مرتبہ بڑھانے والا ایک عیسائی تھا لیکن موجودہ عیسائی عقائد ہو بہو اس کے خیالات نہیں بلکہ اس کے نظریات کی بگڑی ہوئی صورت ہیں۔ حواریان مسیح اور ابتدائی عیسائیوں نے ہمیشہ پولوس کو ایک گمراہ رسول سمجھا لیکن ان عیسائی عقائد کا اسے ذمہ دار قرار نہیں دیا جو کہ اب مروج ہیں۔ جیسا کہ یعقوب کے خط سے یہ امر ظاہر ہے۔

یہاں ایک جدید سائنٹیفک تحقیق کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ یورپ کے علمائے بائیبل نے حال میں برقی دماغ سے مدد لے کر یہ ثابت کیا ہے کہ پولوس کی طرف جو چودہ خطوط منسوب ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس نے لکھے ہیں باقی خطوط اس کے لکھے ہوئے نہیں ہیں ۴؍ مارچ ۱۹۶۳ء کی لندن کی ایک خبر ملاحظہ ہو:-

ماہرین نے مرکیوری یعنی برقی دماغ کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ مقدس پولوس ان چودہ خطوط میں سے چند ایک کا لکھنے والا ہے جو کہ اس کی طرف نئے عہد نامے میں منسوب ہیں۔ علماء بائیبل اس سے قبل اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ پولوس کے خطوط میں مختلف لوگوں کی تحریرات شامل ہیں۔ مرکیوری یعنی برقی دماغ نے ثابت کیا کہ مقدس پولوس کے خطوط میں طرز نگارش مختلف ہے یقینی اختلافات ظاہر کرتے ہیں کہ چودہ خطوط چار گروہوں پر منقسم ہیں یہ کسی ایک شخص کی تحریر نہیں ہو سکتے۔"

مندرجہ ذیل ماہرین اور علمائے بائیبل نے اس حیرت انگیز تجربہ میں حصہ لیا۔

۱۔ ڈاکٹر میکائل لیوینسن Dr. Michael Levinson ریسرچ اسسٹنٹ نے برقی دماغ کو ٹھیک جیسا کیا۔

۲۔ ڈاکٹر جی۔ ایچ۔ سی۔ میگریگر Dr. G. H. C. Mac Gregor پروفیسر تنقید بائیبل گلاسگو یونیورسٹی اور ایک سکاٹ پادری ریورنڈ اے مورٹن Rev. A. Morton نے برقی دماغ کے لئے سوالات مرتب کئے۔

۳۔ ان سکاٹ ماہرین نے جب نتائج کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ طرز نگارش میں اتنا واضح تضاد ہے کہ یہ خط ایک شخص کی تحریر نہیں ہو سکتے۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک رؤیا درج کیا جاتا ہے۔ پولوس کے متعلق عصر حاضر کے علماء کی تحقیق اس مکاشفہ کے بالکل مطابق ہے۔ حضور نے فرمایا:-

" میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح ناصری بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ ان کے شاگرد بھی ہیں۔ میں بھی اس مجلس میں بیٹھا ہوں۔ پولوس کا ذکر اس مجلس میں شروع ہو گیا ہے حضرت مسیح نے پولوس کے متعلق کچھ اختلاف یا ناراضگی کے الفاظ کہے ہیں۔ لیکن وہ الفاظ زیادہ سخت نہیں ہیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی میں اس خواب سے سمجھتا ہوں کہ گو پولوس کا کچھ قصور ضرور ہے۔ بعض غلطیاں اس سے ایسی ہوئی ہیں جن سے عیسائیت میں بگاڑ پیدا ہوا ہے لیکن شرک صریح بعد ایسی ہی بعض اور خطرناک غلطیاں جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ درحقیقت وہ لوگوں نے بعد میں بنائی ہیں۔ اور پولوس کی طرف منسوب کر دی گئیں ورنہ وہ اتنا بڑا نہیں جتنا کہ اس تعلیم کو اس کی طرف منسوب کر کے وہ بڑا بنا جاتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو غالباً یہ دوسری بار ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ پہلی بار ایک بچہ کی شکل میں دیکھا تھا۔"

(الفضل ۲۰ ہجرا ۱۹ نومبر ۱۹۶۳ء)

ہمارا جلسہ سالانہ

ہمارا جلسہ سالانہ قریب سے قریب آتا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری میں مشغول ہوں گے۔ اور نہ صرف خود ہی آنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے بلکہ اپنے ساتھ بہت سے دیگر احباب کو بھی اس مبارک تقریب میں حصہ لینے کی سعی فرما رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس ارادہ کو تکمیل کی برکت دے۔ تاکہ آپ اس میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے وافر حصہ پا سکیں

شذرات!

اَن پڑھ

میں حیدرآباد اور یادگیر کے سفر پر نکلا ہوں۔ آج جب امرتسر سے چند گھنٹے کی مسافت پر ٹرین ایک ریلوے اسٹیشن پر رکی۔ اتفاق سے میرا ڈبہ عین اس مقام پر تھا جہاں سے اسٹیشن کی عمارت کے اوپر اسٹیشن کا نام لکھا ہوا سامنے نظر آ رہا تھا لیکن یہ میں محض سابقہ تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ وہ اسٹیشن کا نام تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں یہ نہ جان سکا کہ وہ اسٹیشن کونسا ہے۔ اس لئے کہ وہ ہندی اور پنجابی میں لکھا ہوا تھا۔

جب انسان کسی چیز میں ناکام ہو جاتا ہے تو طبعاً پا لینے کی خواہش تیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی تاکہ کسی دفتر کے دروازے پر یا کسی سٹال یا ریڑھی پر نام لکھا ہوا مل جائے لیکن نام کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے پھر انہی ہندی اور پنجابی کے ناموں پر نظر دوڑائی لیکن میں تو ان دونوں زبانوں کی ابجد تک سے ناواقف اور ان زبانوں کا خالص جاہل تھا اُنہیں کس طرح پڑھ پاتا۔ میں نے جنرل نالج کے گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑی تاکہ سندباد کے بھاگتے ہوئے راز کا تعاقب کر دل۔ لیکن وہ تو بہت تیز پا تھا۔

اب جی چاہا کہ کسی سے اس اسٹیشن کا نام دریافت کروں لیکن میں شرم سے پانی پانی ہو گیا یہ سوچ کر کہ جس سے دریافت کروں گا وہ مجھے کیا سمجھے گا۔ کیا کہے گا۔ یہی سمجھے گا کہ میں جاہل مطلق ہوں۔ اور یہ مجھے گوارا نہ تھا۔ اور پھر اسٹیشن کی عمارت پر ان گول گول حروف کو گھورنے لگا جنہیں محکمہ ریلوے نے اسٹیشن کا نام لکھنے کے لئے استعمال کیا تھا۔ لیکن میرے گھورنے سے ان حروف کو نطق مل جانا تو قطعاً خارج از بحث تھا۔ لہٰذا خاموش رہا۔ مجھ پر ایک افسوس اور افسردگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

میں نے اپنی آنکھیں موندلیں اور چشم تصور کو وا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ چار بہوے باہم دست و گریباں ہیں۔ وہ چاروں ایک دیوانگی کے عالم میں ایک دوسرے پر جھپٹتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کا منہ نوچ نوچ کر لہولہان کر رہے ہیں۔ ان سب کا نعرہ ہے "یہ مقام میرا ہے"۔ جب کافی دیر سے دھول دھپّے کے بعد وہ تھک ہار گئے۔ تو ان میں سے دو تو بے جان ہو کر گر پڑے۔ اور دم توڑ گئے۔ باقی دو نے تھوڑی دم لے کر پھر لڑنا شروع کر دیا۔ اور جب دونوں نے سمجھا کہ وہ برابر کی چوٹ ہیں تو ان دونوں نے سفید جھنڈے لہرا دیئے اور صلح کر لی۔ میں نے آگے بڑھ کر پوچھا تمہارا نام کیا ہے تو ایک نے اپنا نام "پنجابی" بتایا اور دوسرے نے "ہندی"۔ میں نے پوچھا ان شہیدوں کے نام کیا ہیں تو انہوں نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگایا اور کہا "انگریزی" اور "اردو"!!

مجھے اپنے آپ شبہ ہونے لگا کہ میں کون ہوں۔ اور کہاں پیدا ہوا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ہوں تو میں بھی پنجابی ہی اور پنجابی زبان کی کئی منظوم کتابیں میں نے پڑھی ہوئی ہیں۔ ہیر وارث شاہ کے کئی بند مجھے اب بھی یاد ہیں۔ سوہنی مہینوال کے کئی ٹکڑے اب بھی میرے حافظے میں ہیں۔ سیف الملوک کے کئی ٹکڑے ازبر کئے ہوئے ہیں۔ میں پنجابی نژاد ہوں اور پنجابی بولتا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ پنجابی میرے علم و لفظ کی گرفت سے باہر ہے!

لیکن یہ سوال یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ہمیں یہ سوچ کر مستقبل بعید کی سرحدوں تک پہنچا رہا ہو گا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب اردو میں ہیں۔ ہمارا سارا لٹریچر اردو میں ہے۔ کیا ہماری آئندہ ہندوستانی نسلیں ان سے بے بہرہ رہیں گی؟ کیا وہ ان خزانوں سے حصہ نہ پا سکیں گی؟ کیا یہ سارا لٹریچر دوسری زبانوں میں منتقل کرنا ہو گا؟ اور کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟ اور اگر ممکن بھی ہو تو کیا ترجمہ میں وہ حلاوت قائم رہ سکے گی جو اصل کتابوں میں ہے؟ ان تمام سوالوں کا جواب آج ہی ہمیں سوچنا ہے ورنہ ہر آنے والا کل مخالفین میں شمار کیا جائے گا۔ اور جب ٹریاں کھیت چگتی رہیں گی!

انوکھا علاج

آزادیٔ ہند کے بعد سفر کرنے والوں کی تعداد میں اسقدر اضافہ ہوا ہے کہ اسے سفر کا چسکا بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ جس ٹرین سے جس لائن سے گذر جائیے۔ ہر ٹرین دروازوں اور بیت الخلاء تک بھری ہوئی نظر آئے گی۔ ہر اسٹیشن پر ٹرین کے رکتے ہی نئے مسافر اپوزیشن کے سے انداز میں آ جاتے ہیں اور اندر کے حاکموں کو پسپائی کے بغیر چارہ نہ ہو گا۔ بلکہ کمپارٹمنٹ میں ستر اسی گھس آئیں گے۔ اور یوں معلوم ہو گا کہ گاڑی کے اندر انسان نہیں سفر کر رہے ہیں بلکہ کدو لدے ہوئے ہیں۔

اور یہ کچھ ٹرین پر ہی منحصر نہیں بسوں بیکوڑوں اور دوسری سواریوں کا بھی یہی حالی ہے۔ مجھے اس وقت ان بواعث سے بحث نہیں کرنا ہے جن کی بنا پر مسافروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ تو بہر حال ناگزیر تھا۔ اور جب آبادی میں حیرت انگیز رفتار سے اضافہ ہوا۔ اور پھر ذرائع آمد و رفت بھی بڑھ گئے اور ادھر ذرائع آمد بھی بڑھ گئے تو یہ اضافہ ہونا ہی چاہیئے تھا۔

لیکن ٹرینوں میں بھیڑ بھاڑ اور جگہ نہ ملنے کا بھی تو آخر کوئی حل ہونا چاہیئے۔ یقیناً محکمہ ریلوے اور مرکزی حکام کو ان باتوں کا علم ہو گا۔ اور کوئی حل تلاش کر رہے ہوں گے۔ لیکن ایک حل جو حسن اتفاق سے میری سماعت تک پہنچا ہے وہ میں پیش کر دیتا ہوں

گذشتہ رات ٹرین میں بھیڑ بھکڑ کا دیکھ کر اور بعض مسافروں سے کنڈکٹر سے اونچ نیچ کرتے دیکھ کر میرے بعض ہمسفروں نے اس مسئلہ کو موضوع بحث بنایا۔

"ہندوستان کی آبادی ہی خطرناک طریق پر بڑھ رہی ہے ٹرینوں میں بھیڑ تو لازماً ہو گی"۔

"اگر ابھی سے یہ حال ہے تو آئندہ دس سال کے بعد تو لیٹرین کے اندر بھی مسافر گھس جایا کریں گے"۔

"دراصل حکومت کو چاہیئے کہ ضبط تولید کے طریقے دریافت کرے"۔

"لیکن جب حکومت کو خاصی آمد ہوتی رہے اور سب سے بڑا بجٹ ریلوے کا ہی ہوتا ہے تو ٹرینیں کیوں نہ بڑھا دی جائیں"۔

"دراصل لوگ پیدا بعد میں ہوتے ہیں اور سفر پہلے شروع کر دیتے ہیں"۔

اتنے میں ٹرین ایک جنکشن پر رکی تو ایک تیز طرار مسافر ہمارے کمپارٹمنٹ کے دروازے میں گھسا ہی چاہتا تھا کہ کنڈکٹر نے اُسے روکا مسافر کچھ وٹامن زیادہ کھاتے ہوئے تھا۔ اس نے روکنے کو بُرا منایا۔ اور کہا میرے پاس سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ ہے اور میں سیکنڈ کلاس کے سب کمرے دیکھ آیا ہوں کہیں تل دھرنے کو جگہ نہیں اس لئے تھرڈ میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ کنڈکٹر نے کہا کہ یہ کمرہ ریزرویشن والوں کا ہے آپ کو قانوناً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مسافر نے کہا میرے پاس ٹکٹ ہے میں تمہارے سر پر بیٹھ کر سفر کروں گا! بات بڑھ گئی۔ اور لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اور وہی بحث اس انٹرول کے بعد پھر شروع ہوئی۔ مختلف آرا تھیں جو مندرجہ بالا آرا کے ذیل میں ہی آتی تھیں۔ لیکن آخر ایک گرانڈیل شخص نے بڑے ہی فیصلہ کن انداز میں یا یوں سمجھئے کہ سپیکر کے آرڈر کے لہجہ میں کہا۔ اس کا حل صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ

"جنگ شروع ہو جائے"

جنگ کا نام سننا تھا کہ موضوع بدل گیا۔ اور پھر جنگ کے موضوع پر جنگ آزمائی ہونے لگی!!

خالص اردو زبان

بمبئی سے مدراس جنتا ایکسپریس روانہ ہوئی تو ہمارے ڈبہ میں کسی بسکٹ کمپنی کا ایک سفری ایجنٹ گھس آیا۔ اور اس نے یوں اپنا لیکچر شروع کیا

سنئے صاحب! آپ نے بہت قسموں کے بسکٹ کھائے ہوں گے۔ ڈالمیا برٹانیہ وغیرہ۔ کمپنیز اب تک چلتے رہے ہیں لیکن اب ایک نئی کمپنی نے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر یہ کاروبار شروع کیا ہے۔ اور اس ارادہ کے ساتھ کیا ہے کہ وہ سابقہ تمام کمپنیوں کو مات دیدے گی۔ اس کمپنی کا نام ہے "ماسکو گلوکوز بسکٹ کمپنی"۔ آپ جب یہ بسکٹ کھائیں گے تو یقیناً آپ انہیں سابقہ کمپنیوں کے بسکٹوں سے بہتر پائیں گے۔ اس کمپنی نے اپنے خریداروں کے لئے کچھ پرائز بھی رکھے ہیں۔ اور ہر پیکٹ کے ساتھ کوئی نہ کوئی پرائز ہوتا ہے .... سنئے صاحبان!"

وہ خالص اردو زبان میں بول رہا تھا یہ ٹرین بمبئی سے چلی تھی اور مدراس جا رہی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس میں مہاراشٹر، کیرالہ اور مدراس کے لوگوں کی اکثریت تھی بلکہ شاید یہ صحیح ہو گا کہ میں واحد پنجابی مسافر تھا۔ کیا یہ سب لوگ غیر اردو دان تھے؟ ہرگز نہیں وہ سب ایجنٹ کی زبان کو سمجھ رہے تھے۔ اور انہوں نے کچھ ڈبے خریدے بھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی زبان ہے جو سارے ہندوستان میں مشترک ہے جو شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس تعصب کا کیا علاج کہ اس بیماری کو دیس نکالا مل رہا ہے۔ اور پنڈت نہرو کی عظیم تر اور محبوب ترین شخصیت بھی اس مرض کے حلق میں چاہنے کے باوجود گلوکوز نہ ٹپکا سکی۔

وہ تو شکر ہے کہ اس ڈبے میں کوئی جن سنگھی نہ تھا ورنہ اس ایجنٹ سے دست و گریبان ہو جاتا!

ماسکو گلوکوز

آپ نے اوپر پڑھ لیا کہ بسکٹ کمپنی کا نام "ماسکو گلوکوز بسکٹ کمپنی" ہے۔ تو کیا یہ گلوکوز واقعی ماسکو سے درآمد فرمایا گیا ہے۔ جو چین کا بڑا بھائی ہے۔ اور ہماری طرف "ہی ہی بھی بھی دوست" اب اس سیاست کی پیچیدگیوں کو پرانے گھاگ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اسلحہ امریکہ اور برطانیہ سے اور ہوائی مشقیں اتحادیوں کے تعاون سے۔ اور گلوکوز ماسکو سے۔ خدا جانے ہم واقعی زندہ ہیں یا محض الف لیلوی افسانوں کے کردار ہیں جنہیں الجبرا کے حساب سے محض فرض کر لیا گیا تھا۔

بہر حال کمپنی کا نام رکھنے والے کا دماغ خوب جدت طراز ہے اور شاید "برطانیہ بسکٹ" کے مقابلہ میں یہ "ماسکو گلوکوز بسکٹ" مارکیٹ میں لائے گئے ہیں۔ لیکن وہ ایجنٹ جو نمونہ پسند کروا رہا تھا اس نے ایک ایک بسکٹ سب مسافروں کو بھی دیا۔ اور پھر تو وہ گلے میں ہی پھنس گیا تھا۔ بڑی مشکل سے نگل پایا۔ اور یہ سطور ختم کرتے وقت بھی کچھ کچھ بسکٹ دانتوں سے چپکا ہوا ہے!!

(دنیش احمد شد)

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ خوشخط حروف میں تحریر کیا کریں۔ (مینجر)

نہ تو ہوش سے تعارف نہ جنوں سے آشنائی
یہ کہاں پہنچ گئے ہم تیری بزم سے نکل کر

عزیزان طلبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ! یہ گنہگار بھی برسوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مخالف رہا ہے۔ اور یہ بات سمجھ میں ہی نہیں آتی تھی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت جاری رہے گی وہی خیالات و عقائد تھے۔ جو اہل سنت والجماعت کے یہاں مقبول ہیں۔ یوں بھی یہ خاکسار ایک کٹر مذہبی گھرانے میں پیدا ہوا۔ اور والد صاحب مدرسہ نظامیہ کے شیخ الحدیث تھے۔ دل و دماغ ہی گھر کے ہی عقائد پر پرورش پاتے رہے۔ تیس سال کی عمر تک عقائد خیالات ایک ہی مقام پر پابہ زنجیر تھے۔ والد صاحب مرحوم شیخ الحدیث تھے۔ اس کے باوجود موضوع احادیث کا کافی ذخیرہ اپنے یہاں رکھتے اور اسی پر عامل تھے۔ یہاں سے میرا اور والد صاحب کا اختلاف شروع ہو گیا۔ میں موضوع احادیث کی سند مانگتا وہ تاویلات میں مجھے پھنساتے۔ رفتہ رفتہ میں اہلحدیث مسلک کے قریب ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ خاندان میں وہابی مشہور ہو گیا۔ اور میرا بائیکاٹ ہو گیا۔ اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ وہ یہ کہ میں تحقیق میں مشغول ہو گیا۔ مجھے ایک ذوق سا ہو گیا۔ کہ ہر مسئلہ کی تحقیق کروں۔ اس سے میرے عقائد میں یکسوئی پیدا ہوتی گئی۔ اس کے بعد یہ خاکسار مسلمانوں کے عروج و زوال پر غور کرتا رہا۔ زوال امت کے اسباب کیا ہیں؟ یہ قعر مذلت میں کیوں ہیں۔ جتنا جتنا غور کرتا گیا اتنا ہی نئے نئے مسائل سامنے آتے گئے۔ مختلف گروہ اور ان اختلاف عقائد فروعات، بدعات، ضد، ہٹ دھرمی، جہالت، بلا تحقیق مسائل پر اڑ جانا موضوعات کا سہارا لینا وغیرہ یہ تمام مقدمات میرے سامنے آتے رہے۔ یہ خاکسار عجیب الجھن میں پھنسا ہوا تھا۔ ایسے خار دار جنگل میں یہ خاکسار بیس سال تک بھٹکتا رہا۔ اس طرح اس گنہگار کی عمر کا عزیز ترین حصہ برباد ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے اس گنہگار بندے کو مزید تباہی سے بچا لیا۔ یہ عجیب و غریب واقعات ہیں کہ یہ خاکسار کس طرح مولوی عبدالقادر صاحب سابق عیسائی مبلغ (جو میرے دیرینہ دوست تھے) سے ملاقات۔ پھر ان کا جوبلی ہال کو ساتھ لانا اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب سے ملاقات کروانا۔ اور صاحب موصوف کی باتوں میں سے سکون حاصل کرنا۔ اور تعلیمات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر غور و فکر کرنا یہ سب ایک معجزہ ہے۔ تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ احمدیہ جوبلی ہال کی جگہ بھی ایسی بابرکت جگہ ہے جس کا تجربہ اس خاکسار کو ہوا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب جو فریضۂ حج کو مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے انہیں احباب خط احباب خط لکھ رہے تھے۔ اس خاکسار نے بھی اس خط میں اپنی تحریری التجا کی تھی کہ کعبہ شریف میں اس گنہگار کے لئے دعا فرمائی جائے کہ اسے راہِ نجات ملے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

مولوی مبارک علی صاحب اس گنہگار کے لئے کعبہ میں دعا فرما رہے تھے ادھر مسیح موعود علیہ السلام اس گنہگار کو اپنے دامن شفقت میں لے رہے تھے۔ بشارتیں شروع ہوئیں عجیب و غریب بشارتیں۔ آپ حضرات اخبار بدر میں اس گنہگار کی بشارتیں ملاحظہ فرمائی ہوں گی۔ اس لئے یہاں تحریر نہ کروں گا۔ گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ قلب و دماغ کو یکسو کر کے تعلیمات حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام پر جو شخص بھی غور کرے گا اس کے سامنے حقائق واشگاف ہوں گے ہر پیغمبر کو اللہ تعالےٰ سے جو خصوصی صفت سرفراز ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عجب دیدہ احسان رحمتِ خداوندی سے جو افراد ناامید ہو گئے ہیں ان کو بشارت دینا رحمتِ خداوندی سے دور انسانوں کو رحمتِ خداوندی سے ہمکنار کرنا ہی کام نبی امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ نے انجام دیا۔

اے نادانو! تمہارا ایمان تو ایک افسانوی چیز پر آ گیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے حکم سے قبض کی ہوئی روحوں کو عزرائیل سے چھین کر مردہ جسموں میں داخل کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ایک مامور بندہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منفرد شاگرد حضرت مسیح موعود نے صرف یہ کہا کہ اے انسانو! اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو نا اس کی قربت کے یہ راستے ہیں سمجھ میں نہیں آیا؟ ہیہات۔ ہیہات ثم ہیہات۔

جو رحمتِ خداوندی کی دعوت دے رہا ہے۔ اس کو کافر کہتے ہو۔ یہ کوئی نئی بات بھی نہیں۔ ہر مامور من اللہ کو انسانیت ان ہی مجہول الفاظ سے نوازتی رہی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا ہی کا انتظام ہے کہ کسی مامور کو انسانیت یوں ہی نہ تسلیم کرے بلکہ اس کو ہر طریقہ سے جو ممکن ہو اس کو آزمائے۔ پھر پاکیزہ قلب اور سنجیدہ دماغ پکار اٹھے کہ مامور کی دعوت حق ہے آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ جہاں کہا گیا تھا کہ یہاں عقل کل ہے۔ تہذیب یہاں ہے تمدن یہاں ہے۔ فراست یہاں ہے بصیرت یہاں ہے۔ یورپ کے وہ ممالک جہاں کالے گورے کا امتیاز برت رہے تھے جو گورا ہے وہی عقل کل رکھتا ہے اور جو کالا ہے وہ جاہل ہے۔ آج اس کالے کو کہتے ہیں کہ ان میں ایک مسیح زمان پیدا ہوا ہے۔ اور اسی کے پاس تمام امراض کا علاج ہے۔ اس کا شفاخانہ ہر کہہ و مہ کے لئے کھلا ہے۔ یورپ کے عقل کل والے اب اسی مسیح زمان مسیح موعود کے شفاخانہ میں رجوع ہو رہے ہیں۔ اور اپنے امراض کا علاج کروا کر صحتیاب ہو رہے ہیں۔

خاکسار محمد افضل طاہر از کیمپ بلاری تعلقہ ہنتور ضلع پربھنی مہاراشٹر سٹیٹ۔

سونگھڑہ محلہ دیوان ساہی میں ایک تربیتی جلسہ

مورخہ ۲۵ اکتوبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب جامع مسجد دیوان ساہی میں زیر صدارت مولوی سید غلام ابراہیم صاحب ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ صدر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر منشی وہیرالدین احمد خان صاحب کی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا بھر کے غیر احمدی مسلمان بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں لیکن ان میں اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں پایا جاتا۔ اور وہ غیر اسلامی اعمال و حرکات میں مبتلا ہیں اور تقوےٰ سے بہت دور ہیں۔ آپ نے احباب کو تلقین کی کہ وہ اپنا بہترین اسلامی نمونہ غیروں کے سامنے پیش کریں تاکہ احمدیت نیک نام ہو۔

ایک نظم کے بعد دوسری تقریر منشی ذوالفقار علی خان صاحب نے کی۔ اور احباب جماعت کی توجہ دلائی کہ وہ بڑی مستعدی اور التزام کے ساتھ اسلامی تعلیمات پر عمل کیا کریں اور ہر وقت اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہا کریں کہ وہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہے یا نہیں۔

منشی سید محی الدین صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیشہ ابتلاؤں اور مشکلات کے وقت جماعت کی حفاظت فرمائی ہے لیکن فرض ہے کہ ہم اپنے اندر تقوے کا جوہر پیدا کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کو جذب کر کے اس کی نظر کرم کے مورد بنے رہیں آپ نے باہمی اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور تنازعات سے دور رہنے کی تلقین کی۔

خاکسار نے ایک نظم پڑھی اس کے بعد مولوی سید محمد موسےٰ صاحب مبلغ نے تقریر کی۔ آپ نے سورہ فجر کی تلاوت کر کے اس کی تفسیر میں بتایا کہ اس میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کے مختلف ادوار کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور صدر اول کی تین صدیوں کو ترقیات کا زمانہ قرار دیا ہے اور اس کے بعد دس صدیوں کو دس راتوں سے تعبیر کر کے اس دور میں مسلمانوں کے تنزل کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک اور فجر کی خوشخبری دی ہے جسے چودھویں صدی سے شروع ہونا تھا چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ اس فجر کا ظہور ہوا اور اب یہ مقدر ہے کہ احمدیت کے ذریعہ اسلام کا سورج بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکے گا ہمارا فرض ہے کہ اپنے عملی نمونہ اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی سربلندی کا باعث بنیں۔

صدر محترم نے اچھی تقریروں اور اچھی نظمیں پڑھنے والوں کو مبارکباد دی اور مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

تعزیتیں (بقیہ صفحہ ۶)

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف کی اور حضور اقدس کے ارشاد پر سرکاری ملازمت چھوڑ کر مرکز میں آ گئے تقسیم ملک سے قبل آپ کے سپرد نظارت امور عامہ میں نائب ناظر کا اہم کام کیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے زیادہ عرصہ بطور ناظر امور عامہ سلسلہ کی خدمت کی۔

گو آپ چند سال سے بیمار چلے آ رہے تھے لیکن علالت کے باوجود سلسلہ کی خدمت آخر دم تک کرتے رہے اپنی زندگی میں آپ نے تبلیغ اور تصنیف کے کاموں میں خاص کام کیا متعدد تبلیغی ٹریکٹ آپ کی یادگار ہیں۔ باوجود بیماری کے کسی کو اس تقدیر کا خواب و خیال تک بھی نہ تھا۔ جو ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء کو آن پہنچی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں ہم سے مولوی صاحب کو ہمیشہ کے لئے جدا کر گئی۔ اہالیان قادیان نے آپ کی وفات سے ایک ہمدرد اور مشفق خادم دین کی کمی محسوس کی ہے اور آپ کی جدائی کا خلا صاف نظر آ رہا ہے۔

ہم جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان [illegible] مرحوم کے بزرگ ... الدین بھائی بہنوں اور خاندان مکرم سیٹھ خیرالدین صاحب مرحوم آف لکھنؤ اور عزیزم امتیاز احمد سے گہرے رنج کا اظہار کر کے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور مرحوم کے ... الدین ... اقرباء اور درویشان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے فضل سے اس خلاء کی کمی پورا کر دے۔ آمین۔ خاکسار ... صلاح الدین ناظم قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

وصایا

وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو وصیت کے بارہ میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۳۷ ـ میں ایم عبدالسلام ولد کے محمد کنجو صاحب قوم موپلہ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶۲-۷-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ماہوار آمد مبلغ ستر روپے ۔/۷۰ ہے۔ میں تازندگی اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر بھی متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس وصیت کو قبول کرتے ہوئے اس پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ العبد ایم عبدالسلام ولد کے محمد کنجو صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور بھارت ۶۲/۷/۲۱۔ گواہ شد عبدالرشید نیاز درویش قادیان موصی نمبر ۱۰۸۸۸ ۲۱ ۷/۶۲

گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد موصی نمبر ۹۲۹۲ قادیان ۲۱ ۷/۶۲

نمبر ۱۳۳۶۹ میں عبدالحق فضل ولد قریشی احمد الدین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ تبلیغ عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن مظفرپور ڈاکخانہ مظفرپور ضلع مظفرپور صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۷/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ماہوار آمد ۱۴/- چودہ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۵ رجولائی ۱۹۶۲ء۔

العبد عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ درویش قادیان دارالامان۔

مہر محروف انگریزی

Ahmadiyya Muslim Mission
Alimirza Road
Muzaffarpur.

گواہ شد بشیر احمد بہار وصیت نمبر ۱۰۶۲۱ قادیان۔ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد موصی نمبر ۹۲۹۲ قادیان۔

جلسہ سالانہ کا مبارک اور مقدس اجتماع

احباب جماعت و عہدیداران بخوبی آگاہ ہونگے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے چندہ جلسہ سالانہ قائم ہے۔ جس کی شرح ہر احمدی کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ بطور لازمی چندہ مقرر ہے۔ چونکہ جلسہ سے قبل جلسہ سالانہ کی ضروریات کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سے قبل ہونی ضروری ہے۔ اب جلسہ سالانہ شروع ہونے میں چند دن باقی رہ گئے ہیں لیکن جس رفتار سے چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی ہو رہی ہے۔ وہ تسلی بخش نہیں۔ چنانچہ اس مد میں اب تک جو رقم وصول ہوئی ہے وہ متوقع اخراجات کے مقابل پر بہت ہی کم ہے۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ تمام احباب جماعت اور بالخصوص عہدیداران مال و صدر صاحبان کو اس فرض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر کیا جاتا ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی بروقت وصولی کے لئے خاص کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ تک کوئی دوست بقایا دار نہ رہ جائے تاکہ مرکز سلسلہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر جمع ہونے والے معزز مہمانوں کی خدمت کرنے کے لئے کوئی مالی دقت پیش نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت کو مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعت کے مالی فرائض کی ادائیگی کے متعلق فکرمندی کی ضرورت

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ جماعت کے ہر قسم کے تبلیغی۔ تربیتی اور انتظامی کاموں کی انجام دہی کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ اور جماعتی آمد کا انحصار چندوں پر ہے اور یہ امور تب ہی احسن طریق سے جاری رکھے جا سکتے ہیں جبکہ چندوں کی ادائیگی تدریجی بجٹ کے مطابق باقاعدگی سے ہوتی رہے اور جماعت کا ہر فرد اپنے حصہ کا واجب چندہ ماہ بماہ ادا کرتا رہے اکثر جماعتوں کے احباب اور عہدیداران مال سے۔ مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں سستی اور غفلت ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف سلسلہ کے کاموں میں مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اور جماعتی ترقی اور تعمیری امور میں روک پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی جماعتوں کا ایک حصہ آخر مالی سال تک اپنا بجٹ پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر سال کے ابتداء ہی میں چندوں کی وصولی کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ تو بجٹ سو فیصدی بلکہ زیادہ وصول ہو سکتا ہے اور سلسلہ کے ضروری اخراجات کو جاری رکھنے میں مشکلات پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ ایام میں غیر معمولی مہنگائی کے باعث زیادہ مشکلات ہیں لیکن یہ بات بھی خیال ہے کہ قربانی تکلیف اٹھا کر اور اپنے اوپر تنگی برداشت کر کے کی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے زیادہ برکت کا باعث ہوتی ہے اور جب انسان تکلیف اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے تو اس کی مشکلات کو آسان کرنے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ لے لیتا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں اور اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ویسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے۔ تو آپ خود سمجھ لیں کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کس قدر بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس مخلص بنیں۔ اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں۔ اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں۔ اور سلسلہ کے کام نہ رکیں"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کے مدنظر اور اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کے مطابق اگر ہم جماعتی ضروریات کو اپنی انفرادی ضروریات پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے لازمی چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کریں۔ تو ہم سب اپنی حقیقی اور ابدی فلاح اور نجات کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سلسلہ کی ضروریات کا صحیح احساس کرتے ہوئے مالی فرائض کی ادائیگی کے متعلق فکرمند ہو۔ اور ہم عملی طور پر اس بات کا ثبوت دیں کہ درحقیقت ہم اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔

موجودہ مالی سال کے چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور دوسری ششماہی شروع ہو کر گزر رہی ہے لیکن چندوں کی موجودہ رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ لہذا جملہ عہدیداران مال اور صدر و امراء صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے چندوں کی پوزیشن کا جائزہ لے کر بجٹ کی کمی اور بقایا کو جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کر کے ان راہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور اس کی رضا کی راہیں ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک شادی خانہ آبادی

مکرم خان عبدالرحمٰن خاں صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ نے مسجد احمدیہ بھدرواہ میں بتاریخ ۲۲ ستمبر محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ دختر مکرم میر جمال الدین صاحب ساکن بھدرواہ علاقہ جموں کشمیر کے نکاح کا اعلان بعوض نصف ہزار روپیہ ہمراہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے درویش مؤلف اصحاب احمد قادیان کیا اور ۱۸ نومبر کو وہاں شادی کے ساتھ رخصتانہ عمل میں آیا۔ اور اگلے روز ملک صاحب نے ولیمہ کے طور پر احباب کو سادہ دعوت چائے پر مدعو کیا۔ ملک صاحب کا یہ نکاح ثانی ہے جو اہلیہ اول کی علالت اور ان کے مشورہ سے کیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ شادی ہر رنگ میں بابرکت ہو۔

ملک محمد بشیر درویش قادیان

خبریں

واشنگٹن ۲۲ نومبر۔ امریکہ کے آئینی سربراہ مسٹر جان ایف کینیڈی کو کل دوپہر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ مسٹر کینیڈی امریکہ کے چوتھے صدر ہیں جن کی یوں جان لی گئی ہے۔ انہیں ٹیکساس میں کھلی موٹر میں بیٹھ کر جاتے وقت گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ جب صدر کینیڈی کی موٹر ایک پل کے نیچے سے گذری۔ تو یکے بعد دیگرے تین گولیاں چلائی گئیں۔ ایک گولی صدر کینیڈی کے سر میں اور دوسری گردن میں لگی۔ گولیاں لگتے ہی صدر کینیڈی اوندھے منہ گر پڑے۔ ان کی بیوی پاس بیٹھی تھیں۔ انہوں نے چیخ کر شوہر کے سر کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ صدر کینیڈی کا سر خون سے لت پت تھا۔ ڈرائیور نے موٹر کا رخ پارک لینڈ ہسپتال کی طرف پھیر لیا۔ جہاں آکسیجن اور خون وغیرہ دے کر امریکی سربراہ کی جان بچانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے پچیس منٹ کے اندر انہوں نے دم توڑ دیا۔

امریکی گھڑیوں کے مطابق اس وقت دوپہر کا ایک بجا تھا اور ہندوستانی گھڑیوں کے مطابق رات کے ۱۲ بجے تھے۔ دھوپ چمک رہی تھی۔

واشنگٹن ۲۳ نومبر۔ صدر کینیڈی کے قتل کے بعد مسٹر جانسن کو امریکہ کا نیا صدر بنا دیا گیا ہے۔ سیاسی حلقوں کا بیان ہے کہ صدر کینیڈی کی موت سے امریکی سیاست میں بھاری تبدیلیاں ہوں گی۔ مسٹر جانسن کو ابھی اپنی آئندہ پالیسی پر بیان دینے کا موقعہ نہیں ملا۔ کل صدر کینیڈی کی موت کے صرف نصف گھنٹہ بعد انہیں حلف وفاداری ایک ڈسٹرکٹ جج نے ہوائی جہاز میں بڑی عجلت میں دلایا جس میں وہ واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ مسٹر جانسن نے حلف وفاداری کے موقعہ پر صرف چند فقرات کہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کا دن بڑا المناک ہے۔ ہمیں ایک ناقابل بیان نقصان پہنچا ہے۔ میں اپنے فرائض کو سرانجام دینے کی سر توڑ کوشش کروں گا۔ میں آپ کی اور خدا کی مدد چاہتا ہوں۔ صدر کینیڈی کو امریکہ کا سربراہ بنے دو سال دس ماہ گذرے ہیں اس مختصر سے عرصہ میں انہوں نے دنیا بھر میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ سرچھوٹے بڑے ملک میں ان کی موت پر رنج و غم کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۲۵ نومبر۔ پردھان منتری مسٹر لال نہرو نے کل شام پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ میں سورگباشی صدر کینیڈی کو نہایت موثر الفاظ میں شردھانجلی بھینٹ کی۔ انہوں نے کہا کہ صدر کینیڈی کی موت جس المناک طریقہ سے ہوئی ہے۔ اس سے وہ اس کاز کے شہید بن گئے ہیں۔ جس کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہے۔ صدر کینیڈی بھارت کے بہت بڑے دوست تھے۔ ان کا اس طرح کے المناک حالات میں جان بحق ہونا بھارت کے لئے بڑے افسوس اور دکھ کا مقام ہے۔ اُن کی موت سے ساری دنیا کو بڑا صدمہ پہنچا ہے کیونکہ ان کا اثر رسوخ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بین الاقوامی دائرہ میں بھی اچھے کاز کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ انہوں نے دنیا میں کشیدگی کم کرنے کے لئے مثبت پارٹ ادا کیا۔ وہ اپنے ملک میں نیگرو آبادی کو مساوی حقوق دلانے کے لئے ایک اہم بل پیش کرنا چاہتے تھے۔ اگرچہ میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ صدر کینیڈی کی موت کے لئے ایک یا ایک سے زیادہ ایسے آدمی ذمہ دار ہوں جو نیگرو آبادی کے متعلق ان کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

ٹھیک ایک سو برس پہلے امریکہ کے صدر لنکن نے گیٹسبرگ کا تاریخی خطاب پڑھا تھا اور بعد میں ان کی ہتیا کر دی گئی تھی۔ صدر کینیڈی وسیع النظر اور جرأت مند تھے۔ وہ بھارت کے بہت اچھے دوست تھے۔ اور انہوں نے ہماری امداد کرنے کی کوشش کی وہ تمام کم ترقی یافتہ ملکوں کو ترقی یافتہ کاموں میں مدد دینا چاہتے تھے۔ اگر ان کے نظریات امریکہ میں ہمیشہ موجود رہتے تو ہمیں موجودہ امداد سے کہیں زیادہ امداد مل رہی ہوتی۔ ہم نے صدر کینیڈی کے ماتم میں سارے ملک میں ایک دن کے لئے دفاتر بند رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

واشنگٹن ۲۵ نومبر۔ صدر کینیڈی کے قاتل ہاروے اوسوالڈ نے کل اسی ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ جہاں جمعہ کو صدر کینیڈی کی موت ہوئی تھی۔ اوسوالڈ پر کل ڈلاس (ٹیکساس) میں پولیس ہیڈ کوارٹر میں ایک شخص جیک روبی نے اچانک گولی چلا دی جیک روبی ایک نائٹ کلب کا مالک ہے اوسوالڈ پر گولی چلانے کی واردات عین اس وقت ہوئی۔ جب پولیس والے اسے اپنے ہیڈ کوارٹر سے جیل لے جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ امریکنوں کو اوسوالڈ کا چہرہ دکھانے کے لئے ٹیلی ویژن کیمرے نصب کئے گئے تھے۔ اس موقعہ پر پچاس کے قریب نامہ نگار بھی جمع تھے۔ جب اوسوالڈ کو پولیس کے تہ خانہ سے نکال کر باہر لایا گیا تو اس نے کالے رنگ کا پاجامہ اور سفید قمیص پر کالے رنگ کا سویٹر پہن رکھا تھا۔ جونہی تصویریں لینے کے لئے ٹیلی ویژن کیمرے حرکت میں آئے۔ اور ان کی تیز روشنی پیدا ہوئی۔ تو اچانک کسی نے اس کے پیٹ میں گولی داغ دی۔ وہ فرش پر گر پڑا اور بھگدڑ سی مچ گئی۔ قاتل اوسوالڈ کو دیکھنے کے لئے پولیس کی عمارت کے قریب ایک ہجوم جمع تھا اور ہجوم میں سے کسی نے آگے بڑھ کر ریوالور سے گولی چلا دی۔ پولیس اسے فوری علاج کے لئے اٹھا کر اوپر کی منزل پر لے گئی۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا۔

تعزیتی ریزولیشن منجانب میونسپل کمیٹی قادیان

میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کی اچانک وفات پر میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے زیر نمبر ۲ مورخہ ۲۱/۱۱/۶۳ مندرجہ ذیل تعزیتی ریزولیشن پاس کیا۔ جسے مکرم بودھ راج صاحب سیکرٹری میونسپل قادیان نے بغرض اشاعت بھجوایا ہے:-

"میونسپل کمیٹی قادیان مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ انجمن احمدیہ قادیان کی افسوسناک بے وقت اور اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار ریکارڈ کرتی ہے کمیٹی یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ انجمن کو ان کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ کمیٹی کی طرف سے مرحوم کے افراد خاندان تک ازراہ مہربانی اظہار ہمدردی کا پیغام پہنچا دیا جائے۔"